﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 جمعۃ المبارک 4؍فروری2005ء شمارہ 05

24؍ذی الحجۃ1425ہجری قمری 4؍تبلیغ 1384 ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مجھے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہوں گے، زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہونگی۔ اس لئے مَیں تمہیں اور ہر سننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو۔

ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا امیدوار ہوسکتا ہے۔

’’اب یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس کی حالت پر نظر کرو۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کی اندرونی حالت میں تغیّر نہیں ہوا۔ ان کی عملی اور اعتقادی حالت بگڑ گئی ہے۔ ان کی اخلاقی حالت تباہ ہوگئی ہے۔ جس پہلو سے دیکھو اور جس حیثیت سے نظر کرو اسے دیکھ کر رونا آتا ہے۔ بیرونی حالت دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی قابل افسوس ہے۔ اسی ملک میں لاکھوں مرتد ہوگئے ہیں۔ یہ وہ دین تھا کہ ایک بھی مرتد ہوتا تو قیامت آجاتی مگر اب یہ حالت ہے کہ دو چار روپیہ کے لالچ میں آکر گرجا میں جا کر مرتد ہو جاتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں۔ قرضہ لے کر دینے کا نام نہیں لیتے۔ طرح طرح کے معاصی اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ اب کیا یہ حالتِ زمانہ ایسی تھی کہ خدا تعالیٰ چپ رہتا اور اس کی اصلاح کے لئے کسی کو نہ بھیجتا؟ اگر وہ چپ رہتا تو پھر عذاب آتا اور اس کو تباہ کر دیتا۔ مگر نہیں، اُس نے اپنی رحمت سے ایک شخص کو بھیج دیا ہے جو تم ہی میں سے آیا ہے۔ اس کے آنے کی غرض یہی ہے کہ تا وہ فساد مٹا دئے جاویں۔

جو اسلام میں سے آیا ہے اس کے آنے کی غرض یہی ہے کہ تا وہ فساد مٹا دئے جاویں جو اسلام میں اور مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں اور جنہوں نے اُن کو اس ذلیل حالت تک پہنچا دیا ہے۔ لیکن یاد رکھو اس کا آنا فضول ہو جاتا ہے اگر لوگ اس بات کو مضبوط نہ پکڑیں جو وہ لے کر آیا ہے۔ صرف اتنی بات پر خوش ہو جانا کہ ہم میں ایک رسُول آیا ہے، کافی نہیں۔ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا کیا وہ اس وقت زندہ نہ تھے؟ یا موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اسرائیلیوں پر بعض عذاب آئے تو وہ ان کے ساتھ نہ تھے؟ اتنے پر خوش نہ ہو کہ ہمارے پاس خدا کا مرسل ہے۔ جو شخص اس دھوکہ میں ہے، قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ کسی کی رعایت نہیں کرتا۔

یاد رکھو اسلام ایک موت ہے۔ جب تک کوئی شخص نفسانی جذبات پر موت وارد کر کے نئی زندگی نہیں پاتا اور خدا ہی کے ساتھ بولتا، چلتا، پھرتا، سنتا، دیکھتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہوتا۔ دیکھو یہ چھوٹی سی بات نہیں اور معمولی امر نہیں کہ اس نے ایک شخص کو بھیجا اور تمہیں آنے والے عذاب سے ڈرایا۔ یہ اس کا بڑا بھاری فضل اور رحمت کا نشان ہے اس کو حقیر مت سمجھو۔ اس کی قدر کرو۔ مجھے اس شہادت کو ادا کرنا پڑتا ہے جو میرے ذمہ ہے۔

سُنو! مجھے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہوں گے، زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہوں گی اس لئے مَیں تمہیں اس سے پہلے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو، تمہیں اور ہر سننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو۔ ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا امیدوار ہوسکتا ہے۔ لیکن جب عذاب نازل ہوگیا پھر توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ اس وقت جو امن کی حالت ہے توبہ کرو اور اصلاح کے لئے قدم بڑھاؤ۔ میری باتوں کو اس طرح مت سنو جس طرح پر لڑکے کہانیاں سنا کرتے ہیں۔ اٹھو اور تبدیلیاں کرو۔ جب مصیبت آگئی پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دعا کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عذاب تو آچکا۔ ہاں اب وقت ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 1101جدید ایڈیشن)

اے خالق ارض و سما برمن در رحمت کشا
دانی تو آں دردِ مرا کز دیگراں پنہاں کنم

اے خالق ارض وسما! مجھ پر درِ رحمت کھول تو مرے اس درد کو جانتا ہے جسے مَیں اوروں سے چھپاتا ہوں۔

از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم ورا
تا چوں بخود یابم ترا دل خوشتر از بستاں کنم

اے دلبر تو بے حد لطیف ہے میرے ہر رگ و ریشہ میں داخل ہو جا تا کہ جب تجھے اپنے اندر پاؤں تو اپنا دل چمن سے بھی زیادہ خوشتر کروں۔

انتخاب از در ثمین فارسی

سفر کے آغاز کی دعا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سفر کے ارادہ سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے:

’’سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۔ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ‘‘

پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی۔ ہم اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔

(مسلم کتاب الحج باب ما یقول اذا رکب الی سفر الحج)

فرمودات خلفاء

جس حکومت میں کوئی رہے اس کی اطاعت کرے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’احمدیت کی یہ تعلیم ہے کہ جس حکومت میں کوئی رہے اس کی اطاعت کرے............ ۔ مَیں آسمان پر خدا تعالیٰ کی انگلی کو احمدیت کی فتح کی خوشخبری لکھتے دیکھتا ہوں۔ جو فیصلہ آسمان پر ہو زمین اسے رد نہیں کرسکتی اور خدا کے حکم کو انسان بدل نہیں سکتا۔ سو تسلّی پاؤ اور خوش ہو جاؤ اور دعاؤں اور روزوں اور انکساری پر زور دو اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دلوں میں پیدا کرو کہ کوئی مالک اپنا گھوڑا بھی کسی ظالم سائیس کے سپرد نہیں کرتا۔ اسی طرح خدا بھی اپنے بندوں کی باگ ان ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے جو بخشتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں اور خود تکلیف اٹھاتے ہیں تا کہ خدا کے بندوں کو آرام پہنچے۔ ہر ایک مغرور، خود پسند اور ظالم عارضی خوشی دیکھ سکتا ہے مگر مستقل خوشی نہیں دیکھ سکتا۔ پس تم نرمی کرو اور عفو سے کام لو اور خدا کے بندوں کی بھلائی کی فکر میں لگے رہو۔ تو اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں حاکموں کے دل بھی ہیں وہ ان کے دل کو بدل دے گا اور حقیقت حال ان پر کھول دے گا یا ایسے حاکم بھیج دے گا جو انصاف اور رحم کرنا جانتے ہوں۔‘‘

(سوانح فضل عمر۔جلد چہارم صفحہ 385,384)

ہمارا اخلاقی ورثہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’لوگ اپنے باپ کی زمینوں اور مکانوں کو نہیں چھوڑتے اور ملک کی اعلیٰ عدالتوں تک جاتے ہیں کہ ہمارا ورثہ ہمیں دلوایا جائے۔ اگر مسلمانوں میں سے کوئی بد بخت اپنے روحانی باپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثہ کو نظر انداز کرتا ہے تو اس پر افسوس ہے۔ اس کو تو فیڈرل کورٹ تک نہیں، عرش کی عدالت تک اپنے مقدمہ کو لے جانا چاہئے اور اپنا ورثہ لے کر چھوڑنا چاہئے۔ اگر وہ ہمت نہ ہارے گا اگر وہ دل نہ چھوڑے گا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ اس کو ملے گا اور ضرور ملے گا۔ صاحب العرش کی عدالت کسی کو اس کے حق سے محروم نہیں کرتی۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد چہارم۔صفحہ 413)

اداریہ

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
جس کی تائیدیں ہوئی ہوں میری جیسی بار بار

اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور آنحضرت ﷺ کی پیش خبریوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نشأۃ ثانیہ کے عظیم کام کی ابتدا کرتے ہوئے جو کارہائے نمایاں انجام دئے اور جس بابرکت پروگرام کی بنیاد رکھی اس میں ایک جلسہ سالانہ کا انعقاد بھی تھا۔ خدا تعالیٰ پر توکل واعتماد کا اظہار کرتے ہوئے آپؑ نے بہت ہی مخالف حالات میں یہ کام شروع کیا۔ قادیان اس زمانے میں دنیا کے غیر متمدن علاقہ میں دور دراز جگہ پر اس طرح الگ تھلگ پڑا تھا کہ جغرافیہ کے نقشوں اور تاریخ کے صفحات میں اس کا ذکر تک نہیں ہوتا تھا۔ قریب ترین ریلوے سٹیشن بٹالہ گیارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ کوئی مشہور منڈی میلہ یہاں نہیں ہوتا تھا۔ کوئی مشہور سڑک یا مشہور شہر اس کے آس پاس نہ تھا۔ صرف مخالف حالات ہی مشکلات کا باعث نہیں بن رہے تھے بلکہ مذہبی دنیا نے بھی اس جلسہ کی مخالفت شروع کر دی۔ بٹالہ کے رہنے والے ایک عالم جو اہل حدیث فرقہ کے سربراہ تھے اور جنہیں ’’پہاڑ جیسی شخصیت‘‘ سمجھا جاتا تھا انہوں نے جماعت کی مخالفت کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا تھا۔ اپنے حلقۂ ارادت واحباب کی مخالفت کو کافی نہ سمجھتے ہوئے یہ عالم بذات خود بٹالہ ریلوے سٹیشن پر جا کر قادیان جانے والوں کو ہر ممکن طریق پر بددل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ ان کی انتہائی کوشش ومخالفت کے باوجود شمع صداقت کے پروانے قادیان کی طرف کھچے چلے آتے ہیں مولوی صاحب مذکور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا اور اس فتویٰ کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے ہندوستان بھر کا دورہ کیا بلکہ بعض اسلامی ممالک کے علماء سے بھی دستخط حاصل کئے۔ اور اس طرح انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ احمدیت کا قلع قمع (نعوذ باللہ) کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ کیونکہ ان کو یہ بھی خیال تھا کہ حضرت مرزا صاحب سے لوگوں کی محبت وعقیدت کا باعث حضور کی قوت قدسیہ اور نصرت الٰہی نہیں ہے بلکہ ان کی ابتدائی تعریف کی وجہ سے لوگ اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔ اور ان کی مخالفت کی وجہ سے لوگ پیچھے ہٹ جائیں گے۔

یہاں مخالفت کرنے والوں میں سے بطور مثال صرف ایک شخص کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ اس وقت کی تمام مذہبی دنیا ہر قسم کی مخالفانہ کوشش میں جتی ہوئی تھی۔ اس مخالفت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر مخالفت کرنے والا یہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ایک ایسے شخص کی مخالفت کر رہا ہے جو اسلام کا مخالف ہے، جو قرآن کے احکامات کی خلاف ورزی کر رہا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ گویا مخالف تو اسلام کی خدمت کر رہے تھے۔ اس امر میں یقیناً دو رائیں نہیں ہوسکتیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت تو یقیناً اسے ہی حاصل ہوگی جو واقعی خدمت اسلام کر رہا ہوگا۔ اسی مسلمہ اصول اور حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نَے تمہارے مکر کی ☆ خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

اس زمانہ میں دہلی اور لاہور ایسے مراکز تھے جہاں اس قسم کے جلسوں کا انعقاد بآسانی ہوسکتا تھا۔ معمولی سی کوشش سے حاضرین جلسہ اور ان کی خدمت وتواضع کے سامان حاصل ہو سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک سو تیرہ سال قبل اس جلسہ کا آغاز فرمایا تھا۔ یہ لمبا عرصہ اس بات کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے بہت کافی ہے کہ عواقب وانجام اور نتائج کے لحاظ سے کون کامیاب ہوا اور کس کی قسمت میں ناکامی ورسوائی لکھی گئی۔

اس جگہ یہ ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اس زمانہ میں لاہور جیسے مذہبی وثقافتی مرکز میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے بڑی شان سے منعقد ہوتے تھے۔ اس انجمن کو تقریباً ہر طبقہ خیال کے مسلمانوں کی حمایت حاصل تھی۔ بڑے بڑے نامور خطیب اور مشہور شاعر اس انجمن کے جلسوں میں پڑھے جانے کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس انجمن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’......انجمن حمایت اسلام لاہور جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کا مال لیتی ہے کیا یہ لوگ خیر خواہ اسلام ہیں؟ کیا یہ لوگ صراط مستقیم کی حمایت کر رہے ہیں؟ کیا ان کو یاد ہے کہ اسلام کن مصیبتوں کے نیچے کچلا گیا اور دوبارہ تازہ کرنے کے لئے خدا کی عادت کیا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان کی اسلامی حمایت کے دعوے کسی قدر قابل قبول ہوسکتے۔ لیکن اب یہ لوگ خدا کے الزام کے نیچے ہیں کہ حمایت کا دعویٰ کرکے جب آسمان سے ستارہ نکلا تو سب سے پہلے منکر ہوگئے۔ اب وہ اس خدا کو کیا جواب دیں گے جس نے عین وقت پر مجھے بھیجا ہے مگر ان کو تو کچھ پرواہ نہیں۔ آفتاب دوپہر کے نزدیک آ گیا۔ ابھی ان کے نزدیک رات ہے۔ خدا کا چشمہ پھوٹ پڑا مگر وہ ابھی بیابان میں رو رہے ہیں۔ اس کے آسمانی علوم کا ایک دریا چل رہا ہے لیکن ان لوگوں کو کچھ بھی خبر نہیں۔ اس کے نشان ظاہر ہو رہے ہیں لیکن یہ لوگ بالکل غافل ہیں اور نہ صرف غافل بلکہ خدا کے سلسلہ سے دشمنی رکھتے ہیں......مگر کیا یہ لوگ اپنی روگردانی سے خدا کے سچے ارادہ کو روک دیں گے......؟‘‘۔ (کشتیٔ نوح صفحہ 13)

سب لوگ جانتے ہیں کہ مدت ہوئی انجمن حمایت اسلام اور اس کے جلسے ختم ہو چکے ہیں۔ آج لاہور میں بھی شاید گنتی کے ہی چند پرانے لوگ ایسے مل سکیں جو اس انجمن کا نام اور اس کے جلسوں کو یاد کرتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دسمبر 2004ء کے آخری ہفتہ میں ہمارا جلسہ سالانہ اپنی مقررہ تاریخوں پر قادیان میں اپنی روایتی شان سے منعقد ہوا۔ 35 ہزار کے قریب عشاق دنیا کے کونے کونے سے ہر قسم کی مشکلات کے باوجود وہاں جمع ہوئے اور اس جلسہ کی افتتاحی تقریر و دعا اور اختتامی تقریر و دعا ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پیرس (فرانس) کے جلسہ سالانہ میں MTA کے ذریعہ سے

براہ راست کی دنیا بھر میں یہ ایمان افروز نظارہ خوشگوار حیرت سے دیکھا گیا۔

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر ✦ جس کی تائیدیں ہوئی ہوں میری جیسی بار بار

اے قرطبہ کے راہی

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفر فرانس اور سپین کے تناظر میں)

اک خواب رفتگاں کی تعبیر مانگتا ہے مردان حر تمہیں پھر اندلس پکارتا ہے

(الاپ)

اک بزم تشنگاں تک بادہ و جام لے جا
طشت دعا میں رکھ کر درّ پیام لے جا
زیتون کے درختوں باغوں کے نام لے جا
اے قرطبہ کے راہی میرا سلام لے جا

صدیوں کے فاصلے پر اسباب دل پڑا ہے
گم گشتہ منزلوں کا رستہ بھی کچھ کڑا ہے
چھوٹی سی زندگی ہے مقصد بہت بڑا ہے
رختِ سفر بنا کر شوق دوام لے جا
اے قرطبہ کے راہی میرا سلام لے جا

سب رنگ اڑ چکے ہیں خوشبو بھٹک رہی ہے
وہ خاک زندہ موسم کی راہ تک رہی ہے
عیسٰی نفس ہیں لمحے آشا ہمک رہی ہے
قرآں کے سبز موسم زندہ کلام لے جا
اے قرطبہ کے راہی میرا سلام لے جا

ایمان و آرزو میں کتنا ہے دم دکھا دے
اے صاحب محبت اعجازِ غم دکھا دے
سب منتظر ہیں تیرے روئے صنم دکھا دے
گھنگھور تیرگی میں ماہِ تمام لے جا
اے قرطبہ کے راہی میرا سلام لے جا

(جمیل الرحمٰن۔ہالینڈ)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعیؒ بحر شریعت وطریقت کے شناور اور رموز حقیقت کے شناسا، فراست وذکاوت میں ممتاز اور تفقہ فی الدین میں یکتائے روزگار تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے لڑکے تم کون ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ آپ ہی کی امت کا ایک فرد ہوں۔ پھر حضور اکرمؐ نے اپنے نزدیک بلا کر اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ جا اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا کرے۔ پھر اسی شب حضرت علیؓ نے انگلی میں سے اپنی انگشتری نکال کر میری انگلی میں ڈال دی۔

آپ کی والدہ بہت بزرگ تھیں اور اکثر لوگ اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھوا دیتے تھے۔ ایک دفعہ دو آدمیوں نے کپڑوں سے بھرا ہوا بکس آپ کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔ اس کے بعد ایک شخص آکر وہ بکس لے گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد دوسرے شخص نے آکر بکس طلب کیا تو آپ نے کہا کہ مَیں تمہارے ساتھی کو وہ بکس دے چکی ہوں۔ اس نے کہا کہ جب ہم دونوں نے ساتھ رکھوایا تھا تو پھر آپ نے میری موجودگی کے بغیر اس کو کیسے دے دیا۔؟ اس جملہ سے آپ کی والدہ کو بہت ندامت ہوئی۔ لیکن اسی وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی گھر آ گئے اور والدہ سے کیفیت دریافت کرکے اس شخص سے کہا کہ تمہارا بکس موجود ہے لیکن تم تنہا کیسے آ گئے۔ اپنے ساتھی کو ہمراہ کیوں نہیں لائے۔ جاؤ پہلے اپنے ساتھی کو لے کر آؤ۔ یہ جواب سن کر وہ شخص ششدر رہ گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ

عطاء المجیب راشد۔ لندن

(دوسری قسط)

غزوات النبیؐ میں توکّل علی اللہ

پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی زندگی کے کسی باب کو کھول کر دیکھ لیں، ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین اور اسکی نصرت پر کامل بھروسہ نظر آتا ہے۔ بطور مثال غزوات پر ایک نظر کرنے سے یہ ایمان افروز منظر سامنے آتا ہے کہ میدان جنگ میں جہاں وسائل کی کمی، ہر طرف سے خطرات کی یلغار اور غیر یقینی کیفیت ہوتی تھی وہاں پر بھی ہمارے ہادیٔ کامل محمد عربی ﷺ نے توکل علی اللہ کے ایسے ایسے نمونے دکھائے ہیں کہ تاریخ عالم میں ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتی۔ چند واقعات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں

☆ غزوۂ بدر کفر و اسلام کا وہ عظیم معرکہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین سے نوازا۔ ایک ہزار مسلح اور تجربہ کار سپاہیوں کے مقابل پر تین سو تیرہ نہتے اور ناتجربہ کار مسلمانوں کو لے کر میدان مقابلہ میں اترنے کا فیصلہ ہی حضور ﷺ کے توکل کو ظاہر کرتا ہے۔ بظاہر دنیا کی نظر میں یہ فیصلہ خود کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات تھی لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے اپنے جانثاروں کو ساتھ لے کر دشمن کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

☆ ابھی روانہ ہوئے ہی تھے کہ ایک مشرک جو اپنی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے بہت شہرت رکھتا تھا آپ سے ملا اور لشکر میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ عددی قلت کے وقت ایک تجربہ کار اور جنگجو بہادر کا مل جانا ایک غیر معمولی بات تھی اور صحابہ بھی اس کے آنے سے خوش ہو رہے تھے۔ض لیکن رسول پاک ﷺ کی عجیب شانِ توکل تھی کہ آپ نے اس شخص کی پیشکش مسترد کر دی اور فرمایا میں اسلام کی سربلندی کے اس معرکہ میں کسی مشرک سے مدد لینے کو تیار نہیں ہوں خواہ وہ کتنا ہی نامور اور تجربہ کار کیوں نہ ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص پھر آیا اور شمولیت کی اجازت چاہی لیکن آپؐ نے پھر انکار کر دیا۔ وہ تیسری بار آیا اور اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہوں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اب ٹھیک ہے۔ اگر تم برضا و رغبت مسلمان ہوتے ہو تو پھر ہمارے ساتھ شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(مسلم کتاب الجہاد والسیر۔باب کراھۃ الاستعانۃ فی الغزو بکافر)

یہ واقعہ آپ کے کردار کی عظمت اور توکل علی اللہ کی ایک شاندار مثال ہے۔

☆ اسی طرح کا ایک اور واقعہ اس وقت ہُوا جب کہ میدان بدر میں صف بندی کی جا رہی تھی۔ یہ وہ موقعہ تھا کہ ایک ایک شخص کا وجود بسا غنیمت تھا۔ عین اس وقت حضرت حذیفہ بن یمانؓ اپنے ایک اور ساتھی ابو جبلؓ کے ساتھ مکہ سے سیدھے اس جگہ پہنچ گئے اور بتایا کہ ہم آ رہے تھے کہ راستہ میں کفار نے ہمیں پکڑ کر روک لیا کہ کہیں ہم آپؐ کے لشکر میں نہ شامل ہو جائیں۔ ہم نے انہیں کہا کہ ہم تو مدینہ جا رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے ہم سے یہ عہد لیکر ہمیں آنے کی اجازت دی ہے کہ کفار کے خلاف لڑائی میں ہم شامل نہیں ہوں گے۔ کفار نے یہ عہد زبردستی ان سے لیا تھا اور اس کا ایفاء ضروری نہ تھا اور وقت بھی ایسا تھا کہ ایک ایک فرد بہت مفید ہوسکتا تھا۔ ان سب باتوں کے باوجود جب یہ بات رسول خدا ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے، عظیم الشان توکل سے فرمایا:

اِنْصَرِفَا نَفِیْ لَھُمْ بِعَھْدِھِمْ وَ نَسْتَعِیْنُ اللّٰہَ عَلَیْھِمْ ۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعھد)

یعنی تم جاؤ۔ ہم ان سے اپنے عہد کو پورا کریں گے۔ ہم اللہ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی کی نصرت پر ہمارا بھروسہ ہے۔

میدان جنگ میں عہدوں کی پابندی کرنے والا اور انتہائی خطرناک حالت میں بھی توکل علی اللہ کا علَم اس شان سے بلند کرنے والا محمد عربی ﷺ کے سوا اور کون ہے؟ ساری دنیا کی تاریخ میں ایسی شاندار مثال ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی!

☆ اسی غزوہ بدر کے حالات پر نظر کرنے سے ایک عجیب نظارہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ انتہائی نامساعد حالات میں، پورے عزم و یقین اور توکل علی اللہ کے ساتھ رسول مقبول ﷺ میدان مقابلہ میں اترنے کے لیئے ہر ممکن احتیاط اور تدبیر بروے کار لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر نظر رکھے اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ ایک خیمہ بطور خاص آپ کے لئے نصب کیا گیا اور رسول خدا ﷺ نہایت رقت کی حالت میں خدا کے حضور ہاتھ پھیلائے ہوئے دعاؤں میں مصروف ہیں۔ سخت اضطراب کی کیفیت ہے، کسی گھبراہٹ کی وجہ سے نہیں کہ خدا تعالیٰ نے نصرت اور فتح کی بشارت تو پہلے سے دے رکھی تھی بلکہ عرفان الٰہی کے نتیجہ میں توکل علی اللہ کے انتہائی ارفع مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے یہ کیفیت تھی اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب نکتہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”قرآن شریف میں بار بار آنحضرت ﷺ کو کافروں پر فتح پانے کا وعدہ دیا گیا تھا مگر جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی جو اسلام کی پہلی لڑائی تھی تو آنحضرت ﷺ نے رونا اور دعا کرنا شروع کیا اور دعا کرتے کرتے یہ الفاظ آنحضرت ﷺ کے منہ سے نکلے اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَا بَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا یعنی اے میرے خدا! اگر آج تو نے اس جماعت کو (جو صرف تین سو تیرہ آدمی تھے) ہلاک کر دیا تو پھر قیامت تک تیری کوئی بندگی نہیں کرے گا۔ ان الفاظ کو جب حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت ﷺ کے منہ سے سنا تو عرض کی یا رسول اللہ! آپ اس قدر بے قرار کیوں ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو آپ کو پختہ وعدہ دے رکھا ہے کہ میں فتح دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر اس کی بے نیازی پر میری نظر ہے یعنی کسی وعدہ کا پورا کرنا خدا تعالیٰ پر حقِ واجب نہیں“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ اوّل روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۲۵۵۔۲۲۶)

اللہ! اللہ! کیا شان ہے اس توکل علی اللہ کی جس کا عرفان اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہادی کامل، خاتم العارفین حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو عطا فرمایا اور دیکھو کہ اسی توکل نے بدر کے میدان میں کیسا انقلاب برپا کر دیا۔ اسی خیمہ میں کی جانے والی ان دعاؤں کی برکت سے کفار مکّہ کو عبرت ناک شکست ہوئی اور مٹھی بھر غلامانِ مصطفٰے کو معجزانہ رنگ میں عظیم الشان فتح نصیب ہوئی!

☆ توکل علی اللہ کا ایک اور لطیف قرینہ رسول پاک ﷺ کے مبارک اسوہ میں یہ نظر آتا ہے کہ دنیاوی اسباب اور سہاروں کے نہ ہونے یا ہاتھ سے چلے جانے پر بھی آپ کے توکل علی اللہ میں رتی برابر فرق نہ آتا تھا۔ آپ کا سہارا اوّل و آخر خدا تعالیٰ تھا جس نے آپ کو یہ وعدہ دے رکھا تھا ﴿اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ﴾۔ (الزمر:۳۷) اس خدائی وعدہ کے مقابل پر دنیاوی سہاروں اور وسائل کی حقیقت پرِ کاہ کے برابر بھی نہ تھی۔ ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر آرام کی غرض سے آپ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ باقی صحابہ بھی الگ الگ آرام کر رہے تھے۔ ایک دشمن آپ کی گھات میں تھا۔ اس نے آپؐ کی تلوار جو درخت سے لٹک رہی تھی سونت لی اور آپ کو بیدار کر کے یوں للکارا کہ بتاؤ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ لیٹے ہوئے تھے، کوئی ساتھی اور محافظ پاس نہ تھا، تلوار آپ کے سر پر لہرا رہی تھی۔ اس حالت میں تو بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ لیکن جرأت واستقامت اور توکل علی اللہ کی شان دیکھئے کہ آپؐ نے نہایت پرسکون اور پر اعتماد انداز میں فرمایا ”اللہ“۔ یہ پر شوکت لفظ سن کر دشمن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپ اٹھے، تلوار اپنے ہاتھ میں لی اور حملہ آور سے کہا کہ اب تم بتاؤ کہ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ بے چارہ اس قدر مبہوت ہُوا کہ آپ کے قدموں پر گر گیا۔ آپ نے اسے آزاد فرما دیا۔ ایسا توکل، ایسی جُرأت اور ایسا عفو تو اس انسان نے کبھی ساری زندگی نہ دیکھا ہوگا۔ اس واقعہ سے اتنا متاثر ہوا کہ واپس اپنے ساتھیوں کو جا کر کہنے لگا کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو دنیا کا بہترین انسان ہے! کتنی سچی بات ہے جو اس دیہاتی کی زبان پر جاری ہوئی۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع)

☆ آیئے اب ذرا اُحد کے تاریخی میدان میں چلتے ہیں جہاں سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی شانِ توکل کے روح پرور نظارے آج بھی جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے کفار مکہ بھرپور تیاری کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ آنحضورؐ کی اپنی رائے اور صحابہ کا مشورہ تھا کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے لیکن دیگر صحابہ اور نوجوانوں نے باہر نکل کر لڑنے کا مشورہ بڑے زور سے دیا۔ اس پر حضورؐ نے باہر جا کر مقابلہ کا فیصلہ فرمایا۔ آپؐ تیار ہو کر نکلے تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نے اپنی رائے پر اصرار میں غلطی کی ہے حضور جو بھی فیصلہ فرمائیں وہی بابرکت ہوگا۔ اس موقعہ پر رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

”خدا کے نبی کی شان سے بعید ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر پھر انہیں اتار دے قبل اس کے کہ خدا کوئی فیصلہ کرے“۔

(سیرۃ ابن ہشام۔غزوہ احد ذکر رئویا رسول اللہؐ و مشاورتہ القوم الجز الثالث صفحہ ۵)

آپ کا یہ ارشاد آپ کے توکل علی اللہ کا پر شوکت اظہار ہے جو آیت کریمہ ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ﴾ کے عین مطابق تھا۔ چنانچہ آپ اپنے صحابہ کی ایک ہزار افوج لے کر احد کے میدان میں نکل آئے تا کہ مدینہ سے باہر ہی دشمن کو روک لیا جائے۔ کفار مکہ کے لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور اسلحہ وغیرہ کے لحاظ سے بھی انہیں مسلمان فوج پر برتری حاصل تھی۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ جنگ سے قبل رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول نے غداری کی اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ اسلامی لشکر سے علیحدہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو کوئی لڑائی نہیں بلکہ کھلم کھلا اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات ہے۔ اب مسلمانوں کی تعداد صرف ۷۰۰ رہ گئی۔ اِس کمزوری کی حالت میں جسے مسلمان خوب محسوس کر رہے تھے عبداللہ بن ابی کے تین سو آدمیوں کی غداری سے بعض کمزور دل مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے عزم و استقلال میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا آپ کا بھروسہ کبھی بھی لشکر کی تعداد یا سامانِ حرب پر نہ تھا بلکہ صرف اور صرف خدا پر تھا۔ آپ نے اس نازک امتحان کے وقت توکل علی اللہ کے علَم کو بڑی شان کے ساتھ سربلند رکھا۔ بعض صحابہ نے عرض بھی کیا کہ یا رسول اللہ! یہودیوں میں سے جو لوگ ہمارے حلیف ہیں اور حمایتی ہیں کیا ہم اس موقعہ پر معاہدہ کی شرط سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان یہودیوں سے مدد نہ لے لیں؟ آپ نے نہایت جلال اور توکل سے فرمایا:

”نہیں، ہمیں ان کی مدد کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارا مددگار تو ہمارا خدا ہے اور وہی ہماری مدد کے لئے بہت کافی ہے۔“ (سیرۃ ابن ہشام۔ غزوہ احد ذکر انخذال المنافقین الجز الثالث صفحہ ۲)

غزوہ اُحد میں ایک مرحلہ پر چند مسلمانوں کی غلطی کی وجہ سے عارضی اور وقتی ہزیمت کی صورت پیدا ہو گئی۔ ابتداءً کفارِ مکہ شکست کھا کر اور سخت نقصان اٹھا کر میدان سے بھاگ نکلے تھے لیکن خالد بن ولید نے درہ کو خالی پا کر بھاگتی ہوئی فوج کو منظّم کیا اور اچانک اس شدت سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا کہ وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ افراتفری کا ایسا عالم تھا کہ متعدد صحابہ

اس معرکہ میں کام آئے۔خود رسولِ کریم ﷺ بھی شدید زخمی ہو گئے اور بے ہوش ہو کر ان صحابہ کی لاشوں پر جا گرے جو آپ کے اردگرد لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر چکے تھے اس کے بعد کچھ اور صحابہ نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور اس طرح رسولِ خدا ﷺ کا جسم مبارک صحابہ کی لاشوں کے نیچے دب کر نظروں سے اوجھل ہو گیا دشمن یہ سمجھ کر کہ اس نے اپنا مقصود حاصل کر لیا ہے ذرا پیچھے ہٹا تو صحابہ کرام غیر معمولی جذبہ فدائیت کے ساتھ شمع کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں آپ کو ہوش آ گیا اور آپ جانثار صحابہ کے جلو میں پہاڑ کے دامن میں چلے گئے اور باقی صحابہ بھی وہاں جمع ہونے لگے۔رئیس مکہ ابوسفیان کو یقین تھا کہ رسولِ پاک ﷺ اور نامور صحابہ شہید ہو چکے ہیں اور انھوں نے میدان جیت لیا ہے۔اس خیال سے اس نے رسولِ پاک ﷺ ،حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نام لے کر باآوازِ بلند یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم نے ان سب کو مار دیا ہے۔صحابہ جواب دینا چاہتے تھے لیکن آپ نے ہر بار حکمتِ عملی کے تحت صحابہ کو جواب سے روک دیا۔ یہ خاموشی دیکھ کر ابوسفیان نے اُعْلُ هُبَل اُعْلُ هُبَل کے نعرے لگائے کہ ھبل بت کی جیت ہو اور اس کی شان بلند ہو کہ ہم نے اسلام کا خاتمہ کر دیا ہے۔ پہلے افراد کی زندگی کا سوال تھا اور آپؐ نے حفاظت کے خیال سے خاموش رہنے کی ہدایت فرمائی لیکن اب تو خدائے واحد کی عزت کا سوال تھا۔ توحید کی غیرت نے محمد ﷺ کے قلبِ اطہر کو پریشان کر دیا آپ نے بڑے جوش سے صحابہ سے فرمایا کہ تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور! ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کہو کہ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ (البخاری۔ کتاب المغازی باب غزوہ احد) کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ ھبل کی جیت ہوئی۔نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی معزز ہے اور اللہ کی شان ہی سب سے بلند ہے صحابہ نے اس شان سے یہ نعرے لگائے کہ احد کی ساری وادی ان نعروں سے گونج اٹھی اور دشمن پر ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ مٹھی بھر زخمی جماعت مسلمین پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا! اس موقعہ پر رسول پاک ﷺ کی غیر معمولی فراست اور توکل علی اللہ کی شان بڑی عظمت سے نظر آتی ہے۔جواباً نعرے لگانے کا مطلب اپنی زندگی کا ثبوت دینا،اپنی جگہ بتانا اور اس طرح کثیر تعداد والے بپھرے ہوئے دشمن کو دوبارہ حملہ کرنے کی دعوت دینا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی غیرت کی خاطر،اسی کی تائید و نصرت پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے آپ نے ایسا نمونہ دکھایا جو حالات کے تناظر میں غیر معمولی عظمتِ شان کا حامل ہے۔

☆ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں توکل کا مضمون ایک عجیب ایمان افروز مضمون ہے جو ہمیشہ جاری و ساری نظر آتا ہے۔ایک بلند منزل کے بعد اس سے بھی بلند تر منزل پر بھی یہی عنوان نظر آتا ہے اور یہ سلسلہ کہیں ختم نہیں ہوتا۔غزوۂ اُحد میں ستر صحابہ نے شہادت کا مرتبہ پایا اور قریباً سب صحابہ زخمی حالت میں مدینہ کو واپس لوٹے۔حتیٰ کہ رسول پاک ﷺ بھی اس غزوہ میں شدید زخمی ہوئے۔ آپ کے چار دندان مبارک شہید ہوئے اور جسدِ اطہر پر بھی کئی زخم آئے۔ ایسی حالت میں عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ فوری طور پر کوئی اور مہم درپیش نہیں ہو گی لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر دنیا کو نبی پاک ﷺ کے توکل اور جرأت کا ایک اور نمونہ دکھانا چاہتی تھی۔

ہوا یہ کہ قریش مکہ جب واپس جا رہے تھے تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ ہم تو حقیقت میں خالی ہاتھ واپس لوٹ رہے ہیں۔مسلمانوں کی شان و شوکت بھی قائم اور ان کے سرکردہ افراد بھی موجود ہیں لہذا ہمیں واپس جا کر ان کو مکمل طور پر تباہ کر دینا چاہئے۔نتیجہ یہ ہوا کہ کفارِ مکہ کی واپس جاتی ہوئی فوج راستہ میں ہی رک گئی اور مدینہ پر دوبارہ حملہ کا ارادہ کرنے لگے۔

رسول پاک ﷺ کو اگلی صبح ہی مدینہ میں لشکرِ قریش کے ان عزائم کی اطلاع مل گئی۔ یہ ایسا وقت تھا کہ مسلمان شہدائے احد کے صدمہ سے نڈھال، زخموں سے چور اور جسمانی کمزوری کی حالت میں تھے۔خود رسولِ خدا ﷺ سخت زخمی حالت میں تھے لیکن ایسی کمزوری کی حالت میں جب آپ کو کفار مکہ کے ارادہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ایک ایسا فیصلہ فرمایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں کسی جگہ نہیں ملتی۔

آپؐ کی جرأت و شجاعت اور توکل علی اللہ کا اندازہ کریں کہ آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ دشمن کے امکانی حملہ کو ناکام بنانے کے لیئے مسلمان فوری طور پر روانگی کی تیاری کر لیں۔ اور مزید یہ بھی فرمایا کہ اس غزوہ میں صرف وہ لوگ شامل ہوں گے جنہوں نے غزوۂ احد میں شرکت کی ہے۔ یہ بات آپ کے حوصلہ کی عظمت کے علاوہ ایک عجیب نفسیاتی نکتہ پر مبنی تھی جس نے زخم رسیدہ صحابہ کے دلوں میں غیر معمولی ولولہ پیدا کر دیا۔ چنانچہ اسی روز آپؐ مدینہ سے روانہ ہو گئے۔لکھا ہے کہ رسول خدا ﷺ کی ایک آواز پر احد کے مجاہدین جن میں سے اکثر زخمی تھے اپنے زخم باندھ کر ایسے جوش اور عزم کے ساتھ نکلے کہ جیسے کوئی فاتح لشکر دشمن کے تعاقب میں نکلتا ہے۔آٹھ میل کا سفر طے کر کے اسلامی لشکر حمراء الاسد کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا۔آپ کا یہ اقدام ایسا جرأت مندانہ اور غیر معمولی تھا کہ اس نے دشمن کو نفسیاتی طور پر احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا اور جونہی کفار کو یہ معلوم ہُوا کہ جن مسلمانوں کو ہم زخمی کمزور اور شکست خوردہ سمجھتے ہیں وہ تو سروں پر کفن باندھ کر میدان میں اتر آئے ہیں، وہ اس بات سے اتنے مرعوب اور خوف زدہ ہوئے کہ میدان مقابلہ میں اترنے کی ہمت بھی نہ کر سکے اور مکہ کی سمت روانہ ہو گئے۔ یہ عظیم الشان واقعہ رسولِ پاک ﷺ کی جرأت، بصیرت اور توکل پر شاہد ناطق ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام۔الجز الثالث غزوہ احد ذکر خروج الرسول فی اثر العدو)

☆ رسولِ خدا ﷺ کی زندگی میں غیر معمولی توکل اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے واقعات اس طرح بھرے ہوئے ہیں جس طرح آسمان ستاروں سے بھرا ہوتا ہے۔بعض واقعات میں تو یہ جلوہ اس شان سے نظر آتا ہے کہ اس کی مثال دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔ اس طرح کا ایک ایمان افروز واقعہ حنین کے میدان میں رونما ہُوا۔اس غزوہ کے دوران ایک ایسا نازک موقع آیا کہ رسول کریم ﷺ صرف چند صحابہ کے درمیان میدان جنگ میں کھڑے تھے۔ ہر طرف سے دشمن کا دباؤ تھا۔دائیں اور بائیں اور سامنے تینوں طرف سے تیر پڑ رہے تھے اور بچاؤ کے لئے صرف ایک تنگ راستہ تھا جس میں سے ایک وقت میں صرف چند آدمی گزر سکتے تھے۔اس خطرناک راستہ سے گزرے بغیر بچاؤ کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی۔ یہ مرحلہ اتنا نازک تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے خیال سے نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ تھوڑی دیر کے لیئے پیچھے ہٹ جائیں تا کہ اسلامی لشکر کو پھر سے جمع ہونے کا موقع مل جائے۔ وقت انتہائی نازک تھا لیکن ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی نصرت و حفاظت پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے ایسا جرأت مندانہ اقدام فرمایا جو ساری تاریخ میں عدیم النظیر ہے۔آپ اس وقت ایک خچر پر سوار تھے آپ نے خچر کو ایڑ لگائی اور اسی تنگ راستہ پر آگے بڑھنا شروع کیا جس کے دائیں بائیں سے مسلسل تیر برسائے جا رہے تھے۔ ایک طرف یہ جرأت اور مردانگی اور دوسری طرف آپ کی زبان پر یہ نعرۂ حق جاری تھا ؂

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

(البخاری۔کتاب المغازی باب قول اللہ تعالی و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم۔۔)

کہ لوگو سنو! اور خوب کان کھول کر سنو کہ میں خدا کا نبی ہوں اور بخدا میں اس دعویٰ میں جھوٹا نہیں۔ میں توکل اور خدائی حفاظت کے نتیجہ میں محفوظ ہوں وگرنہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اور عبد المطلب کا پوتا ہوں! انتہائی خطرناک حالات میں، جبکہ موت ہر طرف سے سر پر منڈلا رہی تھی آپ کا یہ جرأت مند اقدام آپ کے توکل علی اللہ کی ایک درخشندہ مثال ہے۔

☆ فتح مکہ کے موقعہ پر آپ کا عفوِ عام بھی آپ کے توکل علی اللہ کا ایک حیران کن نظارہ تھا۔عفو عام کے اس بے نظیر نمونہ کے پیچھے توکل علی اللہ کا جو غیر معمولی جذبہ نظر آتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ دنیا کے حکمران تو فاتح بننے پر دشمنوں کے سروں کے مینار تعمیر کرتے ہیں اور جب تک ایک ایک دشمن کا سر تن سے جدا نہ کر دیں انہیں چین کی نیند نصیب نہیں ہوتی۔ جب تک ایک ایک دشمن سے پورا بدلہ نہ لے لیں ان کے دلوں کو سکون نہیں ملتا۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ ایک فاتح کی حیثیت میں دس ہزار قدسیوں کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوتے ہیں تو عجز و انکسار اور شکر گزاری سے آپ کا سر اونٹ کے کجاوہ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ یہ سب توکل علی اللہ کا ایک دلربا اظہار تھا کہ میرے مولیٰ! یہ سب تیری عطا ہے۔ میں اس فتح کے وقت اس ذات کو نہیں بھولا جس پر میرا سب توکل ہے اور جس کے کرم سے یہ دن دیکھنا نصیب ہُوا ہے۔ دیکھ میں کس عاجزی سے تیرے در پر جھکا ہُوا ہوں اور تیری حمد کے ترانے گا رہا ہوں۔

آگے بڑھے تو اس فاتح عالم کے سامنے وہ دشمن دست بستہ کھڑے تھے جنہوں نے رسول خدا اور آپ کے جانثار صحابہ پر ظلم و ستم کرتے ہوئے سفاکی کی آخری حدود کو چھو لیا تھا۔ یہ موقع تھا کہ ان سے بدلہ لیا جاتا اور ایک ایک کو تختۂ دار پر لٹکا دیا جاتا۔ ہمارے ہادیٔ کامل ﷺ نے بھی اس روز ان دشمنوں سے بدلہ لیا اور خوب بدلہ لیا۔ ایسا بدلہ کہ دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ہاں ایسا بدلہ جو آپؐ کی شانِ اقدس سے مطابقت رکھتا تھا۔ آج جب ان دشمنوں سے بدلہ لینے کا وقت آیا تو آپ نے اپنی ذات کو بھول کر اس ذات کو یاد رکھا جس کے وسیلہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ آپ کے دل میں ہرگز یہ خیال نہیں آیا کہ اگر میں نے دشمنوں کو معاف کر دیا تو ایک بار پھر مجھے ظلم و ستم کا نشانہ بنا لیں گے بلکہ فتح عطا کرنے والی قادر و توانا ذات پر کامل توکل کرتے ہوئے آپ نے ان سارے دشمنوں کو یک قلم معاف فرما دیا۔ کوئی ایک دشمن بھی ایسا نہ تھا جس کو آپ نے قتل کی سزا دی ہو۔ جن دشمنوں کے حق میں آپ نے اس سے قبل قتل کی ہدایت فرمائی ہوئی تھی ان سب دشمنانِ اسلام کو بھی اس عظیم فتح کے روز معاف کر دیا گیا۔ عفوِ عام اور توکل علی اللہ کی یہ مثال ایسی ہے کہ اس نے ہمیشہ کے لیئے انسانیت کا سر بلند کر دیا ہے!

؂
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلاۃ علیک السلام

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

Dubai Freehold

خطبہ عیدالاضحیہ

انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے اور اپنی قوت قدسیہ کے زیر اثر صحابہ کو بھی اعلیٰ قربانیاں کرنے والا بنایا۔

آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں بھی ان قربانیوں کے عکس نظر آتے ہیں۔

قوم کے لئے قربانیاں کرنے والوں کی یادیں اگر قائم رہیں تو یہی ہیں جو قوم میں قربانیوں کے جذبے کو زندہ رکھتی ہیں۔

خطبہ عیدالاضحیہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 21رجنوری 2004ء بمطابق 21رصلح 1384ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،مورڈن،لندن(برطانیہ)

(خطبہ عیدالاضحیہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ۔ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾۔(سورة الحج آیت :38)

آج قربانی کی عید ہے۔اس عید پر جس کو بھی توفیق ہو وہ جانور کی قربانی کرتا ہے۔ یہاں مغربی مما لک میں اس طرح قربانی کا تصور نہیں ہے۔ جو یہاں کے پرانے رہنے والے ہیں شاید ان کو صحیح طرح نہ پتہ ہو۔ جو اہتمام ایشیا کے مما لک میں یا افریقن مما لک میں (یا شاید تیسری دنیا کے اور بھی مما لک میں ہوتا ہو)۔ جہاں بڑے اہتمام سے بکرے خریدے جاتے ہیں۔ گائے خریدی جاتی ہیں یا بعض لوگ اونٹ کی بھی قربانی کرتے ہیں۔ان دنوں میں بکروں بھیڑوں کی تلاش اور زیادہ قیمتی بکرے خریدنے کی بھی بعض لوگوں میں دوڑ لگی ہوتی ہے۔اور پھر بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ ہم نے اتنی قیمت کا بکرا خریدا، یا اتنی مہنگی گائے خریدی۔ ہمسایوں میں، رشتہ داروں میں دوسروں نے بڑی کوشش کی کہ ہم سے آگے بڑھ جائیں۔مگر ہمارا جانور سب سے زیادہ قیمتی اور بڑا تھا۔تو قربانی کی جو چیزیں لی جاتی ہیں اس طرح کی باتیں کر کے اس میں دکھاوے کا اظہار زیادہ ہوتا ہے۔صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ دکھاوے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

پھر ایک طبقہ دوسری انتہا کو پہنچا ہوا ہے جو توفیق ہوتے ہوئے بھی مریل سے جانور خرید لیتے ہیں یا ایسے جانوروں کی قربانی دے دیتے ہیں جو قربانی کے معیار پر پورے اترنے والے نہیں ہوتے۔صرف خانہ پُری ہو رہی ہوتی ہے۔ اپنے پر تو بے انتہا خرچ کر دیتے ہیں۔ اور لغویات میں بھی فضول خرچیاں کر دیتے ہیں۔لیکن قربانی کے وقت مہنگائی کا رونا روتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں آتا ہے۔ یحییٰ ابن سعید کہتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ بن سہل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم مدینہ میں قربانی کے جانوروں کو خوب کھلا پلا کر موٹا کرتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی ایسا ہی کرتے تھے۔تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانوروں کی قربانی کے لئے خاص اہتمام فرماتے تھے اور اکثر اوقات خود ہی ذبح بھی فرمایا کرتے تھے اور اچھے جانور تلاش کرتے تھے۔

تو بہرحال ہر طبقہ یا دکھاوے کی طرف یا قربانی کی روح سے بالکل نا آشنا، ہر دو کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ قربانی اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنی ہے۔اللہ تعالیٰ ہماری توفیقوں کو بھی جانتا ہے اور تمہارے بہانوں کی حقیقت کو بھی جانتا ہے۔ اس کو کبھی دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہر طرح کا یہ طبقہ ہے، افراط کرنے والا ہو یا تفریط کرنے والا، ان کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے جو مَیں نے ابھی آیت تلاوت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہرگز اللہ تک نہ اس کے گوشت پہنچیں گے اور نہ اس کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔اسی طرح اُس نے تمہارے لئے انہیں مسخر کر دیا ہے۔ تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

یعنی اگر تم اس لئے بڑھ بڑھ کر قیمتی جانور خرید رہے ہو کہ دنیا کو دکھاؤ کہ تم نے کتنی قیمتی قربانی کی ہے۔تمہارے امیر ہونے کا لوگوں پر اثر پڑے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہاری اس قربانی کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتا۔تمہارے اس قیمتی اور پلے ہوئے یا موٹے تازے صحتمند جانور کی جو بظاہر قربانی کے تمام تقاضے بھی بڑے اعلیٰ طریقے پر پورے کرتا ہے۔اس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی وقعت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قربانی کی روح کے تقاضے پورے نہیں کرتا کیونکہ اس میں تقویٰ شامل نہیں ہے۔اس میں دنیاداری کی، نفس کی ملونی شامل ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ تو کھانے پینے سے آزاد ہے اُس کو اِس سے کیا غرض کہ تمہارے جانور کا گوشت کتنا ہے۔اُس کو اس سے کیا کہ تم نے ایک صحت مند جانور کا خون بہایا ہے۔اُس کو اِس سے کیا غرض کہ تم نے کتنے ہزار کی رقم خرچ کر کے جانور خریدا ہے۔

پھر جو قربانی کے تقاضے نہ پورے کرنے والے جانور بہانے بنا کر ذبح کرتے ہیں۔وہ دنیا کو تو دکھا سکتے ہیں کہ ہم نے قربانی کی۔بعض ایسے بھی ہیں جو چھوٹے جانور ذبح کرتے ہیں جو اس قابل نہیں ہوتے جو چھپ کے ذبح ہو رہے ہوتے ہیں صرف گوشت نظر آتا ہے جانور نہیں دکھاتے۔ وہ دنیا کو تو دکھا سکتے ہیں۔ کہ ہم نے قربانی کی ہے اور ہم نے ہمسایوں میں گوشت بھی تقسیم کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو انسان کی پاتال تک سے واقف ہے، جو اس کا اندرونہ جانتا ہے، جو دلوں کا حال جانتا ہے وہ کہے گا کہ تم نے قربانی، قربانی کے جذبے سے نہیں کی بلکہ تم نے دنیا سے ڈر کر ایک جانور ذبح کیا ہے۔بکرا یا بھیڑ ذبح کی ہے کہ دنیا کیا کہے گی کہ ایک چھوٹا سا جانور ذبح نہیں کر سکا۔تو یہ قربانی شاید تمہیں لوگوں کی باتوں یا ان کے اشاروں سے تو بچا لے لیکن خدا تعالیٰ جو تمہارے اندر تقویٰ قائم کرنے کے لئے تم سے قربانی مانگتا ہے وہ مقصد تم حاصل نہیں کر سکو گے۔تو یہ گوشت اور

خون جوتم نے جانور کو ذبح کر کے حاصل کیا ہے اور بہایا ہے اگر یہ تقویٰ سے خالی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے مقصد سے خالی ہے تو اللہ تعالیٰ کو تو ان مادی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ تو یہ ظاہری قربانی کر کے قربانی کی روح تم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جب تم جانوروں کو ذبح کرو تو تمہیں یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک حکم پورا کروانے کے لئے اس جانور کو میرے قبضہ میں کیا ہے۔ اور مَیں نے اس کی گردن پر چھری پھیری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کی، اس جانور کو ذبح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مَیں اس کے حکم پر عمل کرنے والا ہوا، اس قابل ہوا کہ اس پر عمل کرسکوں۔ اس نے مجھے توفیق دی کہ مَیں اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں میں شامل ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس نیت سے قربانی کر رہے ہو گے، تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے قربانی کرو گے تو یہ قربانی مجھ تک پہنچے گی۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا یہ روح ہے جس کے ساتھ اللہ کے حضور قربانیاں پیش ہونی چاہئیں۔

اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں۔ لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾ یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے۔ مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔ (چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 99 حاشیہ)

تو یہ تقویٰ کا وہ معیار ہے جس کے ساتھ جانوروں کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا یہ مقام ہے جس کے ساتھ تمہیں اپنی قربانیاں پیش کرنی چاہئیں۔ جس طرح یہ اپنا جانور تمہاری چھری کے نیچے آ کر تمہاری خاطر اپنی قربانی پیش کر رہا ہے۔ اس طرح تمہیں بھی اپنے ذہن میں یہ بات رکھنی چاہئے کہ اگر کبھی زندگی میں مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان ہونے کی ضرورت پڑی تو مَیں اس بات کے لئے تیار رہوں۔ یہ ذہن میں ہونا چاہئے کہ یہ قربانی اس قربانی کی یاد میں ہے جب باپ نے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے اور بیٹے نے اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ جب باپ بیٹا چھری پھیرنے اور گردن پر چھری پھروانے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ جب اس جذبے سے قربانی کر رہے ہو گے تو یہ وہ تقویٰ کا معیار ہے جس کے مطابق کی گئی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اصل تقویٰ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا اور یہی چیز اس بات کی بھی یاد دلاتی ہے، اس طرف بھی توجہ پیدا کرتی ہے کہ ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی احکام ہیں ان پر عمل کرنے کے لئے بھی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

اس عظیم قربانی کی مثال نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کو یہ نمونہ بھی دے دیا ہے کہ موت تو ایک دن آنی ہے۔ اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے زندگی کی کوئی قیمت نہیں۔ اُس زندگی کا کوئی فائدہ نہیں جو ایمان کھونے سے حاصل ہو اور یہ اعلیٰ قربانی کا نمونہ دکھانے کے لئے تیار ہونے والے باپ بیٹا کی یہ مثال ہمیں دکھاتی ہے کہ کس طرح پیار کی نظر سے اللہ تعالیٰ نے دیکھا۔ یہ بھی مذہبی تاریخ کی ایک عظیم مثال ہے۔ اس اطاعت اور صبر اور نیکی اور قربانی کے لئے تیار ہونے کی وجہ سے جبکہ گردن پر چھری پھرنے والی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رک جاؤ چھری نہیں پھیرنی۔ مَیں نے تو تمہاری اطاعت اور قربانی کے لئے پیش کرنے اور تقویٰ کے معیار دیکھنے تھے۔ میں تو یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کس حد تک اطاعت ہے۔ تم اس امتحان میں پورے اترے ہو۔ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہارے سے اب میں نے بڑی قربانی لینی ہے۔ جس کا ذکر رہتی دنیا تک رہے گا۔ جیسا کہ ایک اور جگہ فرمایا ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ۔ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ۔ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْ یَا۔ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُ الْمُبِیْنُ۔ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ﴾ (الصّٰفّٰت: 103-109)۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں، خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس غور کر تیری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تُو مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ پس جب وہ دونوں رضا مند ہو گئے اور اس نے اسے پیشانی کے بل لٹا دیا تب ہم نے اسے پکارا اے ابراہیم! یقیناً تو اپنی رویا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک ذبح عظیم کے بدلے اسے بچا لیا۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکر خیر باقی رکھا۔

وہ بڑے کام، وہ بڑی قربانی کیا تھی، جس کی خاطر یہ بچایا گیا تھا۔ وہ ایک تو بے آب و گیاہ جنگل میں بیابان جنگل میں ماں باپ بیٹا کے مستقل رہنے کی قربانی تھی۔ جب حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو چھوڑ کر گئے یا جا رہے تھے تو حضرت ہاجرہؑ نے پوچھا کہ چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں۔ بیوی کا بھی ایمان کمال کا تھا، کہا کہ اگر خدا کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو خدا کی قسم خدا ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ وہ اپنی خاطر کی گئی قربانیوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ پھر دیکھیں خدا تعالیٰ نے کتنا پھل لگایا۔ نہ صرف وہی جنگل ایک شہر بن گیا بلکہ ان کی نسل میں سے بھی ایسا نبی مبعوث فرمایا جو خاتم الانبیاء کہلایا۔ جس کو خدا نے خود آخری نبی کہا۔ آپ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے شریعت کو کامل کیا اور اعلان کیا کہ یہی آخری شرعی نبی ہے اور اس کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں آئے گا، نہ آسکتا ہے۔ یہ میرا پیارا نبی ہے، اتنا پیارا نبی ہے کہ فرمایا اگر اس کو پیدا نہ کرتا تو زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔

اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قربانی کے وہ اعلیٰ معیار قائم کئے جن کی مثال نہیں۔ جو مثال ذبح ہونے کے لئے تیار ہونے کی، اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہونے کی، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قائم کی تھی ویسی کئی مثالیں ہر روز ہر دن چڑھنے کے ساتھ قائم ہونے لگیں۔ اور پھر صرف خود ہی یہ مثالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم نہیں کیں بلکہ صحابہ کو بھی قوت قدسی کے زیر اثر ایسے اعلیٰ قربانی کے معیار قائم کرنے والا بنایا کہ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کیا چیز تھے وہ لوگ!

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے اللہ تعالیٰ نے اس لئے بچایا تھا کہ آئندہ ذبح ہونے کی، قربان ہونے کی اور بیشمار مثالیں ان کی نسل میں سے ان کے ماننے والوں میں قائم ہوں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قائم ہوئیں۔ شیطان اور اس کے چیلوں کو پتہ چلے کہ خدا پر ایمان رکھنے والے اس کی خاطر قربانی کرتے ہوئے کس طرح گردنیں کٹواتے ہیں اور کس طرح اپنا خون بہاتے ہیں۔ اور پھر ان قربانیوں کے کچھ نمونے آخرین کے زمانے میں بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے پہلوں سے ملنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانے نے بھی پہلے زمانے کے مشابہ ہونا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حوالے سے اس زمانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ملنے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یہ ہمارا زمانہ ہمارے اس مہینے سے مناسبت تام رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ آخری زمانہ ہے اور یہ مہینہ بھی اسلام کے مہینے میں سے آخری ہے‘‘ یعنی یہ مہینہ جو ذوالحجہ کا چل رہا ہے’’ اور دونوں ختم ہونے کے قریب ہیں۔ اس آخری مہینے میں بھی قربانیاں ہیں اور اس آخری زمانے میں بھی قربانیاں ہیں۔ اور فرق صرف اصل اور عکس کا ہے جو آئینہ میں پڑتا ہے۔ اور اس کا نمونہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

میں گزر چکا ہے۔ اور اصل روح کی قربانی ہے اے دانشمندو!۔ اور بکروں کی قربانیاں روح کی قربانی کے لئے مثل سایوں اور آثار کے ہیں"۔ یعنی بکروں کی جو قربانیاں ہیں یہ اس روح کی قربانی کو دکھانے کے لئے ہیں۔ "پس اس حقیقت کو سمجھ لو اور تم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد یہ حق رکھتے ہو اور اس بات کے اہل ہو کہ اس حقیقت کو سمجھو اور تم ان میں سے ایک آخری گروہ ہو جو خدا کے فضل اور رحمت سے اس کے ساتھ شامل کئے گئے ہو۔ اور زمانوں کا سلسلہ جناب الٰہی سے ہمارے زمانے پر ختم ہو گیا ہے۔ جیسا کہ اسلام کے مہینے قربانی کے مہینے پر ختم ہو گئے ہیں اور اس میں اہل رائے کے لئے ایک پوشیدہ اشارہ ہے"۔ جو سمجھنے والے ہیں ان کے لئے ایک اشارہ ہے۔ یہ زمانہ اب جو ختم ہو رہا ہے اس کو سمجھیں اور مانیں۔ فرمایا

"اور میں ولایت کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلے کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور مَیں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا اور مَیں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اے جوانمردو! اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو۔ اور نافرمانی پر مت مرو"۔ (ترجمہ خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 68 تا 70)

الحمدللہ کہ ہم نے اس زمانے کو پہچانا اور خاتم الانبیاءؐ کی پیشگوئی اور حکم کے مطابق خاتم الاولیاءؑ پر بھی ایمان لائے۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس پاک جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہمیں بھی ان قربانیوں کے عکس نظر آتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئیں۔ اس زمانے میں بھی وہ مثالیں ملتی ہیں جب بچوں کے ہاتھوں سے روٹی چھینی گئی۔ جب عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا گیا۔ اذیتیں دے کر باپ بیٹے کو ایک دوسرے کے سامنے قتل کیا گیا۔ اپنے مقصد حاصل کرنے کے لئے اغوا کر کے جماعت کے مفاد کے خلاف کام لینے کی کوشش کی گئی۔ لیکن ان قربانیوں کے پتلوں نے اپنی جانیں دے دیں لیکن اپنی وفا پر، اپنی قربانیوں کے معیار پر آنچ نہ آنے دی۔ اور سب سے بڑی قربانی جو ہوئی، جو اس دور کی مثال ہے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں نظر آتی ہے۔ اس وقت قائم کی گئی جب ایک بزرگ شہزادے کو بڑی بھاری زنجیروں میں جکڑ کر اندھیری کوٹھڑی میں بند کر کے مستقل یہ زور دیا جاتا رہا کہ مسیح موعود کا انکار کر۔ لیکن اس ایمان اور تقویٰ سے بھرے ہوئے دل کا یہی جواب ہوتا تھا کہ زندگی وہی ہے جو خدا کی خاطر گزرے۔ زندگی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرتے ہوئے اس کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے گزرے۔ آج اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے مَیں نے آخرین کی جماعت کو اختیار کیا ہے۔ مسیح موعود کو مانا ہے جس کے ماننے کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی حکم دیا تھا۔ اس مسیح موعود کو مانا ہے جس نے بعد میں آنے والوں کو پہلوں سے ملانا تھا۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھر جاؤں؟ ایک کیا ہزار جانیں بھی جائیں تو پروا نہیں ہے۔ پھر آدھا زمین میں گاڑ کر بھی یہی رٹ لگائی کہ اب بھی انکار کر دو، اب بھی انکار کر دو، مان جاؤ تو جان بچ جائے گی۔ لیکن ہر دفعہ دشمن نے یہی جواب سنا کہ اس قربانی سے ہی تو مَیں نے اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے۔ اور یہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ تو یہ ہے قربانی کی عید منانے کا طریق کہ ان قربانیوں کو یاد کیا جائے جنہوں نے آج دنیا کے کونے کونے میں احمدیت کو پھیلا دیا ہے۔ پس شہدائے احمدیت اور ان کے بچوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دوسرے قربانی کرنے والوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آج ہر احمدی کی دعائیں اور قربانیاں، جماعت کے لئے قربانیاں دینے والوں کے لئے دعاؤں میں بدل جائیں۔ ان قربانیوں کی یاد دلانے والی بن جائیں جو ان لوگوں نے جماعت کی خاطر دیں۔ قوم کے لئے قربانیاں کرنے والوں کی یادیں اگر قائم رہیں تو یہی ہیں جو قوم میں قربانیوں کے جذبے کو زندہ رکھتی ہیں اور اس کو ترقی کی منازل کی طرف لے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو بے شمار ترقیات سے جلد سے جلد نوازے۔

آج جمعہ بھی ہے۔ جمعے کے لئے اعلان ہے آج جمعہ نہیں ہوگا۔ صرف نماز ظہر ادا کی جائے گی انشاءاللہ۔ جو لوگ اپنی اپنی جگہوں پر پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد اب مَیں سب کو عید مبارک کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہمیشہ زندگیوں کی تمام خوشیوں سے نوازے اور اپنی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے دوران بیت الفتوح میں موجود حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میں نے آپ کو جو عید مبارک دی ہے اس سے دوسرے ممالک یہ نہ سمجھیں کہ صرف آپ کو ہی دی ہے۔ تمام دنیا کے احمدیوں کو عید مبارک۔

کریٹیگس مدر ٹنکچر کے کمالات

Crataegus oxy = Q

مرسلہ: راناسعید احمد خان ۔ جرمنی

ہمارے ہومیو پیتھک خواص الادوایات (میٹریا میڈیکا) میں دل کی طاقت کے لئے کریٹیگس مدر ٹنکچر سے اچھی کوئی اور دوا نہیں ہے۔ گزشتہ ایک صدی سے امریکہ اور یورپ میں اور اب ایشیا کے اکثر ممالک میں دل کی بیماریوں کے لئے کریٹیگس سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ شائد ہی دل کی کوئی ایسی بیماری ہو جس میں کریٹیگس سے فائدہ نہ ہوتا ہو۔ یہ بہت اعلیٰ درجہ کی مقوی قلب دوا ہے۔ دل کے تمام امراض میں یہ ایک انتہائی بے ضرر دوا ہے اور دل کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ بلکہ اس کو ہارٹ ٹانک کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ امراض قلب کے لئے تمام گولڈ ڈراپس اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتے۔

خون کے دباؤ کی زیادتی (ہائی بلڈ پریشر) اور خون کے دباؤ کی کمی (لو بلڈ پریشر) دونوں کو (نارمل) درست کرتی ہے۔ دل کے فیل ہونے (دل کے یک دم رُک جانے) کا اندیشہ ہو تو یہ ایک بہترین دوا ثابت ہوتی ہے بلکہ دل کے فیل ہونے کی کوئی بھی وجہ ہو تو کریٹیگس مدر ٹنکچر نہایت مؤثر ہے۔ یہ دوا عضلات دل پر اثر پیدا کرتی ہے۔ نبض کی رفتار کو کم کرتی ہے، حرکت کو دھیما کرتی اور اسے قوت بخشتی ہے۔ سانس میں سہولت پیدا کرتی ہے، پیشاب کی مقدار کو زیادہ کر کے استسقاء (جسم میں پانی پڑ جانا، سوجن) کو دور کرتی ہے۔

دل کی دھڑکن اور ذرا سی مشقت یا ہیجانی کیفیت میں سانس پھول جاتا ہو، دل کی تکالیف کی وجہ سے جوڑوں کے درد ہوں یا گنٹھیا، جوڑوں کے درد کے بعد قلبی تکالیف ہوں، دل کی خرابیاں خواہ عضوی ہوں یا فعلی ہوں، دل بڑھ گیا ہو یا پھیل گیا ہو، نبض کی رفتار تیز ہو، نبض کی چال محسوس نہ ہو سکے، نبض بے قاعدہ ہو اور درمیان میں ناغہ ہوتا ہو ان جملہ تکالیف میں کریٹیگس مدر ٹنکچر بے حد مؤثر اور مفید ثابت ہوتی ہے۔ جن خاندانوں میں ہارٹ فیل (دل کے یک دم رُک جانے) کا کوئی کیس ہو چکا ہو اس کے گھر والوں اور رشتہ داروں کو کریٹیگس مدر ٹنکچر باقاعدہ استعمال کرنے کی پرزور سفارش ہے۔ یہ دوا دل کے فعل کی خرابیوں کو دور کر کے اسے تر و تازگی اور توانائی بخشتی ہے۔ دل کو خوش کرنے والی اور طاقت دینے والی اس دوا کی اچھی اور مناسب مقدار ہر شخص کو اپنے گھر رکھنی چاہئے تا کہ بوقت ضرورت کام آئے۔

وجع القلب (Angina Pectoris) میں اس کا فعل نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ دل کے پٹھوں کی سوزش جب اپنی اصلاح کرنے سے رہ جائے تو یہ دوا اس کی مدد کرتی ہے۔ شریانوں کی سختی اور تناؤ، وریدوں کی دیواروں میں سختی آئی ہو یا وہاں چونا جم گیا ہو تو چونے کو تحلیل کرتی ہے اور دونوں شکایتوں کو دور کر دیتی ہے۔ دمہ اور سانس کی تکلیف، شدید کھانسی میں تنگیِ تنفس کے لئے یہ ایک اعلیٰ دوائی ہے۔

طریقہ استعمال:

مدر ٹنکچر (Q) 10-15 قطرے فی خوراک ایک اونس (نصف کپ) سردیوں میں نیم گرم اور گرمیوں میں تازہ پانی میں ملا کر دن میں 3-4 بار کھانے سے نصف گھنٹہ پہلے یا بعد استعمال کریں۔ شدید تکلیف/ ہنگامی حالت میں دس پندرہ منٹ کے وقفہ سے مندرجہ بالا خوراک دہرا سکتے ہیں۔

کریٹیگس مدر ٹنکچر کو لمبا عرصہ متواتر استعمال کرنے سے دل پر کسی قسم کا زہریلا اثر نہیں ہوتا بلکہ مفید اثرات نمایاں ہوتے ہیں اور دل کو آپریشن سے بچاتی ہے۔ نیز اس دوائی سے چھوت یعنی وبائی امراض میں دل برقرار رہتا ہے اور دل کو فیل ہونے سے بچاتی ہے۔

(Günter H. Heepen, Postfach 4230, 78507 Tuttlingen کے مختصر مضمون سے تلخیص و آزاد ترجمہ)

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

حَدیث

ایک آریہ کے سوال کا جواب

(تحریر فرمودہ: حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہٗ)

ایک دن ایک دوست نے ایک آریہ کا یہ اعتراض نقل کیا کہ مسلمانوں کے ہاں حکم ہے کہ جب کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کرے تا کہ پاک ہو کر نماز پڑھ سکے۔ حالانکہ ان کو چاہئے تھا کہ ہوا خارج ہونے کے مقام کو دھوتے۔ یہ کیا لغو بات ہے کہ یہ ہوا ہاتھ، منہ اور پیر وغیرہ کو تو اپنی ناپاکی کی وجہ سے ناپاک کر دیتی ہے۔ مگر اس جگہ کو ناپاک نہیں کرتی جہاں سے وہ نکلتی ہے۔ اگر دھونا تھا تو پہلے اس کی جائے خروج یعنی مَبْرَز کو دھویا جاتا، نہ یہ کہ غیر متعلقہ اعضاء کو دھونے لگے۔ اور اگر غیر متعلقہ اعضاء کو دھونا ہی تھا تو پہلے آبدست کی جاتی پھر وضو کیا جاتا۔ مسلمانوں کی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ تو ایسا ہے کہ ’’سوال از آسمان و جواب از ریسماں‘‘۔

جواب: ۔واضح ہو یہ بات تو درست ہے کہ جب کسی ایسی چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے جو باہر نکلتے ہوئے بدن سے لگ جائے مثلاً پاخانہ، مذی، خون تو واقعی یہ ضروری ہے کہ پہلے اس گندگی کو دھویا جائے۔ بعد میں تازہ وضو کیا جائے۔ لیکن ہوا ایسی چیز نہیں ہے۔ نہ وہ بدن کے کسی حصّہ کو آلودہ کرتی ہے نہ پہنے ہوئے کپڑے کو دیگر نجاستوں کی طرح چمٹ کر ناپاک کرتی ہے۔ نہ بدن پر اپنا اثر باقی چھوڑتی ہے۔ اس لئے اس پر وہ حکم جاری نہیں ہو سکتا جو چمٹ جانے والی اور لگ جانے والی نجاستوں پر ہوتا ہے۔ اگر انسان کی ہوا خارج ہونے کے بعد مقام ریح کو دیکھا جائے تو کوئی نشان یا گندگی یا اثر اس کا وہاں پایا نہیں جاتا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ اس مقام کو دھوتے پھرنا فضول بے معنی اور تکلیف مالایطاق ہے۔ اسلام نے کمال حکمت سے اُسے بدنی نجاستوں میں شمار ہی نہیں کیا۔ یعنی ایسی نجاستوں میں جو بدن کو لگ کر ناپاک کر دیتی ہیں۔ نہ اسلام کے سوا کسی اور شریعت میں ایسا حکم ہے۔ شاید وہمی اور پاگل لوگ ہوا خارج ہونے کے بعد آبدست کرتے ہوں گے۔ غالبًا آریہ صاحبان بھی نہیں کرتے۔ پس یہ مسئلہ تو صاف ہو گیا کہ ہوا کے اخراج کے بعد طہارت یعنی آبدست ایک فعل لغو ہے۔

اب صرف اس بات کا جواب رہ گیا کہ پھر

مسلمان ریح کی وجہ سے نیا وضو کیوں کرتے ہیں؟

یہ تو ہم کہہ چکے ہیں کہ نئے وضو کی وجہ مقامی گندگی یا نجاست نہیں ہے۔ اور نہ دنیا میں کوئی عقل مند خواہ کسی مذہب کا ہواُسے مقامی گندگی تسلیم کرتا ہے۔ ہوا اندر پیٹ سے آتی ہے اور ایک راستہ میں سے ڈکار یا جمائی کی طرح نکل جاتی ہے اور اس مقام کو گندگی سے بھر کر اور نجاست میں لتھیڑ کر نہیں جاتی جس میں سے وہ نکلتی ہے۔ پس وہاں کی مقامی صفائی فضول ہے۔ اگر محض ریح کا نکلنا مَبْرَز کو گندہ کر دیتا تو پھر وہ ریح باہر نکل کر مجلس میں جس جس چیز کو لگتی وہ چیز بھی گندی ہو جایا کرتی اور ضروری ہوتا کہ ہم اپنی دھوتیوں اور پاجاموں کو اور اس مکان کی دیواروں کو اپنے تمام جسم کو نیز اس مجلس کے بیٹھنے والے سب کے سب اپنے بدنوں کو دھویا کرتے اور غسل کیا کرتے جس طرح پیشاب یا پاخانہ کے چھینٹوں کے پڑنے کے بعد ہر شخص ان چیزوں کو دھویا کرتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اور یہ بات خلاف عقل اور خلاف رواج معروف ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ مبرز پلید نہیں ہوا اور مہاشہ صاحب محض تمسخر اور بیہودگی کی وجہ سے ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ ان کا اعتراض صرف یہ ہو سکتا تھا کہ ریح کے بعد تجدید وضو کیوں کیا جاتا ہے اور بس۔

آریہ لوگ غالبًا یہ خیال کرتے ہیں کہ وضو صرف جسم کی جسمانی صفائی کے لئے کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وضو کا مقصد اس سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ وضو نہ صرف ایک مختصر غسل ہے اور تمام ضروری اور منکشف اور برہنہ رہنے والے اعضاء کو اس میں دھو کر پاک کیا جاتا ہے بلکہ ہر وضو کے لئے لازماً ایک روحانی طہارت دینے والا وضو بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ مثلاً کلّی صرف اس لئے نہیں کی جاتی کہ منہ سے گندے اور خراب ذرّے خوراک کے صاف ہو جائیں بلکہ اس سے زیادہ ضروری یہ روحانی امر مدّ نظر رکھا جاتا ہے کہ میں جس طرح ظاہری کلّی کرتا ہوں۔ اسی طرح منہ کی اخلاقی اور روحانی نجاستوں مثلاً جھوٹ، غیبت، گالی، چغل خوری، افترا، حرام خوری وغیرہ سے اپنے منہ کو دھوتا اور پاک کرتا اور ان مصائب سے توبہ کرتا ہوں اور پچھلی غلطیوں کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں اور ان کے نقصانات اور سزاؤں سے بچنے کے لئے دعا کرتا ہوں یہ تو صرف کلّی ہوئی۔ اس طرح منہ ہاتھ دھونے ناک صاف کرنے اور اس میں پانی ڈالنے اور بانہیں دھونے، سر، کان اور گردن کا مسح کرنے اور پیروں کے دھونے کا ایک جسمانی مطلب ہے اور ایک اخلاقی اور روحانی۔ یہاں اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔ پس وضو صرف جسمانی پاکیزگی ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ روحانی تطہّر کے لئے بھی ہے۔ بلکہ مزید برآں جب ایک مسلمان نماز کی تیاری کرتا ہے تو وہ نہ صرف وضو کرتا ہے بلکہ اپنے کپڑوں اور اپنی نماز کی جگہ کو بھی پاک وصاف کرتا ہے اور جہاں تک ہو سکتا ہے اس کا ماحول جسمانی صفائی اور روحانی پاکیزگی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسجدوں میں خصوصاً جمعہ کے دن مسجد میں علاوہ وضو کے غسل کر کے کپڑے بدل کر اور خوشبو لگا کر جانے کا حکم ہے۔ اور مسجدوں میں خوشبو جلانے کی ترغیب دی گئی ہے اور بڑے بڑے پیغمبروں تک کو حکم ہوا ہے کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھا کریں۔ ﴿اَنْ طَهِّرَ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ (البقرہ :126) سے واضح ہے (یعنی اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کو فرماتا ہے کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں معتکفوں اور نمازیوں کیلئے پاک وصاف رکھا کرو) پس یہ وہ ماحول ہے جس میں مسلمان نماز پڑھتا اور جناب الٰہی کے دربار میں حاضر ہو کر اس سے دعائیں مانگتا ہے۔

اب غور کرو کہ اگر ایسی پاک جگہ اور پاک ماحول میں اتفاقاً کسی شخص کی ریح خارج ہو جائے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ پاکیزگی ستھرائی اور تطہّر کا قلعہ جو اس نے اپنے گرد بنایا تھا وہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر پہلی حالت دوبارہ لانے کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ پھر وضو کر کے پاک ہو کر اپنے مقام پر واپس آوے۔

ریح بہرحال ایک بدبودار چیز ہے اور بدبو بھی انسان کے شکم کی تعفّن دار گیسوں کی۔ نکلتے ہی اس کا اثر خود اس شخص پر ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ حس بصر کے اعصاب آنکھوں سے چل کر دماغ کے پچھلے حصہ میں ختم ہوتے ہیں اور دماغ کا پچھلا حصہ ہی ہے جو دیکھنے والا حصہ ہے۔ اس طرح حس سمع کے اعصاب دماغ کے درمیانی حصہ میں اپنی خبریں پہنچاتے ہیں مگر برخلاف ان کے سونگھنے کا حصہ دماغ کا سب سے اگلا یا سامنے کا حصہ ہے اور آنکھ کے اعصاب کی طرح ناک کے اعصاب وہاں نہیں پہنچتے۔ بلکہ دماغ کا ایک حصہ خود ناک کے اندر آ گیا ہے۔ گویا کہ دیگر حسّوں کو اعصاب دماغ تک پہنچاتے ہیں لیکن قوت شامّہ بذریعہ اعصاب کے دماغ تک نہیں پہنچتی بلکہ دماغ براہ راست خود سونگھتا ہے۔ بلا توسّط ایسے اعصاب کے جیسے کہ بصر سمع یعنی آنکھ کان وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ پس دماغ انسانی ساخت کے لحاظ سے قوت شامہ سب حسوں سے اعلیٰ اور افضل ہے کیونکہ دماغ کا سب سے اگلا اور سامنے والا حصہ بغیر توسط عام اعصاب کے براہ راست خوشبو اور بدبو کو سونگھتا اور اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اس قسم کی بناوٹ کے علاوہ خود ہمارا ذاتی تجربہ بھی یہی ہے کہ انسان خوشبو اور بدبو سے بہت جلد متاثر ہوتا ہے۔ ذرا سی بدبو سے اس کی ساری بشاشت اور فرحت مبدل بہ کراہت اور رنجیدگی ہو جاتی ہے اور طبیعت کا امن اور سکون اور یکسوئی اور اطمینان تھوڑے سے تعفن سے غارت ہو کر روح متعفّن اور طبیعت مکدّر ہو جاتی ہے۔ اور صفائی، پاکیزگی اور تطہّر کا احساس یکدم تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ مسجد جیسی پاک جگہوں میں یہ حرکت نہ کی جائے اور اگر اتفاقی طور پر صادر ہو جائے تو پھر نئے سرے سے وضو کر کے پاکیزگی اور تطہّر کا نیا ماحول قائم کیا جائے۔ کیونکہ دماغ بدبو سونگھنے کے بعد منغّض ہو کر نماز اور دعا میں وہ بشاشت اور راحت نہیں پاتا جو ہونی چاہئے اور چونکہ بشاشت اور راحت ہی کی وجہ سے یکسوئی میسّر آتی ہے اور عبادت یکسوئی پر منحصر ہے اس لئے دوبارہ وضو کر کے پھر اس حالت کو قائم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ سو یہ توجیہ ہے کہ ریح کے بعد وضو کیا جاتا ہے اور ریح کی جگہ کو دھویا نہیں جاتا۔

اب صرف ایک اعتراض باقی رہ جاتا ہے۔ وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی قسم کی بدبو سونگھے۔ خواہ وہ اپنی ہو یا غیر کی، یا کسی نالی کی، گندگی کے ڈھیر کی تو اس کا وضو ضرور ٹوٹ جانا چاہئے اور اُسے بھی تازہ وضو کرنے کا حکم ہو۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر اپنی ذاتی بدبو کا بسبب قرب کے اپنے دماغ پر اثر ہوتا ہے اس قدر دوسرے کا اور غیر کا نہیں ہوتا۔ اگر یہ مسئلہ ہر شخص پر حاوی کر دیا جاوے تو انسانوں کے لئے نماز جیسی عبادت تکلیف مالایطاق ہو جائے۔ پس عوام کے لئے تو یہ مسئلہ ہے کہ صرف اپنی ریح کے خارج ہونے پر وضو کی تجدید کر لیا کریں۔ لیکن خواص کے لئے واقعی یہی مسئلہ ہے کہ ہر نماز سے پہلے خواہ پہلا وضو موجود بھی ہو تب بھی وہ نیا وضو کر لیا کریں۔ اس میں بڑی فضیلت اور ثواب ہے جیسا کہ ترمذی میں آنحضرت ﷺ کا فرمان موجود ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ یعنی جو شخص باوضو ہونے کے باوجود پھر اگلی نماز کے لئے نیا وضو کرے اس کے اعمال نامہ میں دس نیکیاں مزید لکھی جائیں گی۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ گو ظاہری شرع کے لحاظ سے اس کا وضو ٹوٹا نہیں مگر دوسروں کی بدبو وغیرہ سے اس کے دماغ پر اثر ہو سکتا ہے۔ پس ہر نماز سے پہلے وہ شخص اگر پاکیزگی، صفائی اور تطہّر کا ایک حلقہ نئے سرے سے بنا لیا کرے تو اس کی توجہ دعا اور عبادت میں زیادہ یکسوئی، زیادہ انبساط اور زیادہ بشاشت میسّر آ جائے گی اور لازماً نیکی کا پلّہ بھاری ہو جائے گا۔ پس خواہ ایک نماز پڑھ کر دوسری تک وضو قائم بھی رہے پھر بھی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فضیلت اسی بات میں قرار دی ہے کہ اس دوسری نماز کے لئے بھی نیا وضو کیا جاوے تو افضل ہے۔ ہاں اگر ہر شخص کو یہ حکم دے دیا جاتا تو عوام کے لئے بہت دقت ہو جاتی۔ اس لئے صرف اعلیٰ طبقہ کے لئے یہی مناسب قرار دیا گیا ہے اور اس کی فضیلت بیان کر دی گئی۔

(الفضل 10/اکتوبر 1943ء۔ بحوالہ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہٗ۔ جلد دوم صفحہ 1186.1181)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ

مجلس سوال و جواب

بتاریخ 9/مئی 1997ء

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ پروگرام 'ملاقات' 9/مئی 1997ء سے بعض سوال اور ان کے جواب اپنی ذمہ داری پر ھدیۂ قارئین ہیں۔ (مدیر)

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ''فتح اسلام'' میں ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ انسان کی بات نہیں ۔خدا تعالیٰ کا الہام اور ربّ جلیل کا کلام ہے۔اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں۔مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔'' (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 9) **اس میں یہودیوں کا خصوصی ذکر کیوں ہے؟**

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ۔اس موقع پر وہی یہودی مراد ہیں جن کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ آخری زمانے میں یہ امت جو میری طرف منسوب ہو رہی ہے یہود سے ایسی مشابہ ہو جائے گی جیسے ایک جوتی دوسری جوتی سے ۔تو حضرت مسیح نے پرانے یہودیوں سے لڑائی لڑی تھی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے وقت کے یہودیوں سے لڑیں گے۔مگر تیغ و تبر سے نہیں، دلائل سے لڑ رہے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: یہودی کا لفظ جتنا مرضی کڑوا لگے یہ ہم نے نہیں بنایا یہ آنحضرت ﷺ نے بنایا ہے اس لئے ہے ہمت تو لڑ بیٹھیں۔ یہاں آ کر بالکل بے بس ہو جاتے ہیں۔دانت پیستے ہیں۔غصہ ہم پر اتارنے کے لئے کوشش کرتے ہیں مگر بے اختیاری ہے ۔امت کے مالک نہیں جس کو خدا نے دنیا کی ملکیت عطا فرمائی ہے اس نے فرمایا ہے یہ امت یہود کے مشابہ ہو جائے گی ایسی مشابہہ جیسے جوتی ،جوتی کے۔ جو بدکاریاں ان میں تھیں وہ ان میں بھی ہونگی۔ جو ہم دیکھ رہے ہیں (کہ) نہیں! ۔آج بھی اخباروں میں چھپ رہی ہیں۔تو اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں شک کون سارہ گیا ہے۔ایک دوسرے کا گلا کاٹتے ،اسی طرح سفّاک ہو گئے ہیں۔ابھی ان کو پتہ نہیں لگا کیا ہو چکے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان یہودیوں کی لڑائی کی بات کی ہے جو آپ کے زمانہ میں ہیں۔

♍♍♍♍♍

سوال: بسم اللہ ہر سورۃ کے شروع میں ہے۔جب نماز میں کسی سورۃ کو تلاوت کیا جاتا ہے تو کیا بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: پڑھنا ضروری ہے مگر بالجہر ضروری نہیں ہے۔صرف فقہاء کا اختلاف ہے۔شافعی بالجہر پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں بلکہ اکثر عرب احمدی بھی ہوتے ہیں تو جب نماز کی امامت کراتے ہیں تو پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرتے ہیں اور کبھی ہم نے روکا بھی نہیں۔ کیونکہ ایسا مسئلہ ہے ہی نہیں جسے اصرار کے ساتھ نافذ کیا جائے ۔دو امکانات ہیں اور دونوں ہی جماعت احمدیہ میں رائج رہے ہیں۔لیکن چونکہ حنفی فقہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باقی فقہوں پر فوقیت دی تھی اس لئے جماعت احمدیہ کا مسلک اسی فقہہ پر چلا آیا ہے اور حنفی بسم اللہ بالجہر نہیں پڑھتے اور دوسرے جو پڑھتے ہیں ان پر کبھی اعترض بھی نہیں کیا۔یعنی ایسی تُھڑ دلی نہیں دکھائی کہ بالجہر پڑھیں تو کہیں تمہاری نماز خراب ہوگئی۔

میرے ماموں ولی اللہ شاہ صاحب کیونکہ کافی عرصہ عربوں میں جاکے رہے تھے تو اُن کو عادت تھی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ بالجہر پڑھنے کی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے اس علم کے باوجود ان کو بارہا امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا ہے۔جمعہ پڑھاتے رہے ہیں اور کبھی ایک صحابی نے یا کبھی کسی ایک احمدی نے میرے علم کے مطابق اُن پر یہ اعترض نہیں کیا کہ بسم اللہ بالجہر کیوں پڑھتے ہیں۔ان مسائل کو ہم ایک دوسرے سے لڑنے اور پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ نہیں بناتے ۔ایک انسان سچے دل سے سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا ہوگا تو کرتا رہے۔ایک دوسرا سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ طریق ہوگا تو کرتا رہے۔دونوں مبارک ہیں اس کے لئے۔ جماعت کے ایک تشخص کے طور پر جو چیز اب رائج ہو چکی ہے وہ یہی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی اونچی تلاوت نہیں کی جاتی مگر کوئی آج بھی کرے ہمیں کوئی اعترض نہیں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

دیوبندی بریلوی ''علماء'' کی جنگ زرگری

(دوست محمد شاہد۔مورّخ احمدیت)

27/اگست 1979ء کو جھنگ شہر کے قریب بنگلہ نول والہ میں دیوبندی عالم حق نواز صاحب اور بریلوی عالم محمد اشرف کے مابین ایک ہنگامہ پرور مباحثہ ہوا۔جس میں اس مسئلہ پر دھواں دھار تقریریں ہوئیں کہ گستاخ رسول عربی کون ہے ۔منصفین نے تحریری فیصلہ دیا کہ وہ بریلوی مناظر کو نسبتاً وزنی استدلال کی بناء پر کامیاب قرار دیتے ہیں۔مکتبہ فریدیہ ساہیوال نے اپنی فتح کو شہرت دینے کے لئے اس دلچسپ مناظرہ کی روداد ''مناظرہ جھنگ'' کے نام سے جلد شائع کر دی جس کا دوسرا ایڈیشن ہمارے سامنے ہے۔

امام ابن جوزی بغدادی (1201ء-1118ء) ''کتاب الاذکیا'' نے یہ روایت لکھی ہے کہ علی بن محسن سے مروی ہے کہ ان کے والد کہتے ہیں کہ ہمیں بغداد کے بہت سے اکابر سے معلوم ہوا کہ یہاں ایک پل کے دوسری طرف دو اندھے سائل پھرا کرتے ہیں ان میں سے ایک تو شیر خدا امیر المومنین علی کے نام کا واسطہ دیکر مانگا کرتا ہے اور دوسرا حضرت معاویہ کے نام کا واسطہ دیکر مانگا کرتا ہے اور بہت سے لوگ ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں وہ اپنی بھیک کے ٹکڑوں کو جمع کرتے رہتے ہیں جب لوٹتے ہیں تو ان ٹکڑوں کو برابر بانٹ لیا کرتے ہیں اور اسی حیلہ سے لوگوں سے وصول کرتے رہتے ہیں۔(ترجمہ ۔صفحہ 148۔ناشر دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر1 اشاعت اوّل مارچ 1974ء)

اردو لغت میں اس نوعیت کی مصنوعی لڑائی کے لئے ''جنگ زرگری'' کا محاورہ مستعمل ہے اور مناظرہ جھنگ اس کی بہترین مثال ہے۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ مناظرہ کے دونوں فریق ہی منبر رسول پر حیات مسیح کے اُسی عقیدہ کے منّاد ہیں جسے دنیا بھر کے پادری گرجا گھروں میں پیش کر کے یسوع مسیح کی خدائی اور آنحضرت ﷺ پر فضیلت کا پراپیگنڈہ کرتے آ رہے ہیں اور لاکھوں کلمہ گو مسلمانوں کو بپتسمہ دے کر مرتد کر چکے ہیں۔

خدا تعالیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ اور مسیح علیہ السلام کے گستاخ

اس باطل عقیدہ کے علمبردار لوگ خدا تعالیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ اور مسیح ناصری علیہ السلام تینوں کے گستاخ ہیں کیونکہ:

اوّل: وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ میں کوئی مسیح ابن مریم جیسا نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔

خدا ہر چیز پر قادر ہے لیکن
بنا سکتا نہیں عیسیٰ مسیح کا ثانی

دوم: اُن کے نزدیک نبیوں کے شہنشاہ خاتم النبین محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ میں آسودہ خاک ہیں اور مسیح ابن مریم آسمان پر دو ہزار سال سے زندہ ہیں اور خدا کی طرح مسیح پر بھی زمانے کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا اور وہ بھی اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کی خدائی شان کے حامل ہیں۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

سوم: حیات مسیح کے نظریہ کی آڑ میں بریلوی اور دیوبندی طائفہ کس طرح خدا کے اولوالعزم نبی کی گستاخی کا ارتکاب کر رہا ہے اُس کا دستاویزی ثبوت ''مناظرہ جھنگ'' سے فراہم ہوتا ہے۔

ہمارے اس دعویٰ کی فیصلہ کن دلیل یہ ہے کہ اس کتاب کے صفحہ 131 تا 133 میں لکھا ہے :۔کہ دوران مناظرہ دیوبندی ''علاّمہ'' (حق نواز) نے بریلویت کی معتبر کتاب ''انوار شریعت'' (مؤلفہ مفتی نظام الدین ملتانی) کے صفحہ 13 سے یہ سوال پڑھ کر سنایا کہ مسیح علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کے لئے دوبارہ اتریں گے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دوبارہ نہیں آئیں گے۔پس افضل کون؟

پادریوں کے اس سوال کے جواب میں مفتی بریلویت نے لکھا ہے۔

''جواب: دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہا ہو۔''

یہ حوالہ پیش کر کے دیوبندی مناظر نے اپنی شان خطابت کے جوہر دکھاتے ہوئے پرجوش لب ولہجہ میں بریلوی عالم سے سوال کیا۔ ''کیا اب دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام الانبیاء کے امتی بن کے آئیں گے یا اپنے کام رسالت کو سرانجام دینے کے لئے آئیں گے ۔اگر وہ امام الانبیاء کے امتی بن کر آئیں گے تو پہلا کام ادھورا رہ گیا۔اب تو امام الانبیاء کے دین کا کام کرنا ہے۔ اپنی رسالت ادھوری کی ادھوری رہ گئی۔ اور اگر اس کو پورا کریں گے تو ختم نبوّت کا انکار لازم آیا۔اس لحاظ سے بھی یہ بات خطرناک ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کے خلاف بھی۔''

اس سوال کا لفظ لفظ حق برزبان جاری کا مصداق ہے کیونکہ اس پر ادنیٰ تدبّر کرنے والا معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا ہر مسلمان بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ یہ سوال صرف بریلویوں پر ہی نہیں دیوبندیوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔اس لئے دونوں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گستاخ ہیں کیونکہ دونوں ہی اُن کے پیغمبر بنی اسرائیل ہونے کے قرآنی ارشاد پر ایمان لانے کے مدعی بھی ہیں اور پھر اُن کی آمد ثانی کے لئے بھی چشم براہ ہیں۔

اس صورت حال کا تصور ہی ایک عاشق رسول کو خون کے آنسو رلانے والا ہے ۔اسی لئے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنے تڑپا دینے والے کلام میں اپنے باطنی حزن والم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفونِ یثربؐ را نہ داد ندایں فضیلت را
زبوئے نافہ عرفاں چو محروم ازل بودند
پسندیدند درشانِ شہِ خلق ایں مذلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میّت را

(آئینہ کمالات اسلام ۔صفحہ 55 اشاعت 1293ء)

یہ لوگ مسیح ناصریؑ کو قیامت تک زندہ سمجھتے ہیں مگر وہ مدفون یثرب کو یہ فضیلت نہیں دیتے۔ چونکہ نافہء عرفان کی خوشبو سے ازلی محروم تھے اس لئے شہنشاہِ عالم کی شان میں یہ ذلّت پسند کی انہوں نے اپنے عقیدہ سے تمام عیسائیوں کی مدد کی اسی وجہ سے مردہ پرست بھی دلیر ہو گئے ۔اَللّٰھُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ محمدٍ ﷺ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے
22ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

رپورٹ: صداقت احمد ، مبلغ سلسلہ، سوئٹزرلینڈ

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا 22واں جلسہ سالانہ اپنی مقدس روایات کے ساتھ مؤرخہ ۳، ۴، ۵ ستمبر 2004ء کو زیورک کے قریب ایک قصبہ Forch میں منعقد ہوا۔ یہ قصبہ زیورک شہر سے تقریباً 10 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں جماعت نے ایک کافی بڑا سپورٹ کمپلیکس کرائے پر لیا ہوا تھا۔ یہ کمپلیکس ایک اونچی جگہ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ جھیل Greifensee اور اس کے ساتھ والا علاقہ یہاں سے صاف نظر آتا ہے اور اس کا منظر بہت دلکش ہے۔ کمپلیکس کے ایک طرف پہاڑی ہے اور باقی تینوں اطراف میں سر سبز و شاداب میدان ہیں جو کہ اس کی خوبصوتی میں مزید رنگ بھرتے ہیں۔ یوں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سوئٹزرلینڈ تشریف لاتے رہے ہیں لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ سوئٹزرلینڈ جماعت کے جلسہ سالانہ میں خلیفۂ وقت بنفس نفیس شامل ہوئے۔ اس لحاظ سے ہمارا یہ جلسہ نہایت بابرکت اور تاریخی اہمیت کا حامل جلسہ تھا۔

پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کی تاریخیں اگست میں رکھی گئی تھیں اور ہر فرد جماعت کی دلی خواہش تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہمارے جلسہ میں شمولیت فرمائیں تاکہ احباب جماعت آپ کے بابرکت وجود سے فیض یاب ہوسکیں۔ ہماری دعائیں مقبول ہوئیں اور حضور انور نے ہماری عاجزانہ درخواست کو از راہ شفقت قبول فرماتے ہوئے جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ میں شامل ہونے کا فیصلہ فرمایا۔ جب ہمیں اس کا علم ہوا تو خوشی سے ہمارے قدم گویا زمین پر نہ لگتے تھے اور بلا استثناء ہر شخص، کیا مرد اور کیا عورتیں، بچے اور بچیاں سبھی خوشی کے جذبات سے لبریز تھے اور خوش کیوں نہ ہوتے کیونکہ خدا کا پیارا خلیفہ جسے ہر احمدی دل وجان سے چاہتا ہے بارہ سال کے طویل عرصہ کے بعد سوئٹزرلینڈ میں تشریف فرما ہو رہا تھا۔ سوئٹزرلینڈ کی زمین آپ کی قدم بوسی کے لئے بے قرار تھی اور اس پر بسنے والے ہر احمدی کی روح اپنے محبوب خلیفہ کے انتظار میں بے چین ہو رہی تھی۔ 1999ء میں آخری دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یہاں تشریف لائے تھے۔

سوئٹزرلینڈ کی جماعت نسبتاً چھوٹی جماعت ہے۔ اس کی کل تجنید تقریباً 600 نفوس پر مشتمل ہے اور جلسہ سالانہ میں حاضری عموماً 450 سے 500 تک رہتی ہے۔ اس لئے ہمیں جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے نہ تو بہت بڑا ہال بک کروانے کی ضرورت ہوتی تھی اور نہ ہی غیر معمولی تیاری کی ضرورت پڑتی تھی بلکہ جمعہ والے دن جلسہ کا پروگرام مسجد میں ہوتا تھا اور باقی دو دنوں کے لئے ایک مناسب ہال کرائے پر لے کر اس میں جلسہ کیا جاتا تھا۔ امسال چونکہ حضور انور اپنے افراد خانہ اور ممبران قافلہ کے ساتھ تشریف لا رہے تھے اور جہاں شمع ہو وہاں پروانوں کا اکٹھا ہونا یقینی امر ہے۔ دوسرے ممالک سے مہمانوں کی کثیر تعداد میں آمد کے پیش نظر جلسہ سالانہ کے لئے ایک بڑی اور کھلی جگہ کا حصول بلا شبہ ضروری تھا۔ جلسہ سالانہ کی تاریخیں حضور انور کے پروگرام کو مدنظر رکھتے ہوئے تبدیل کرنا پڑیں اور ہمارے پاس تیاری کے لئے صرف دو ماہ کا قلیل وقت تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس دوران جلسہ سالانہ برطانیہ اور جلسہ سالانہ جرمنی منعقد ہونے تھے اور ان میں ہماری جماعت کے بیشتر افراد شامل ہوتے ہیں۔ اس مختصر عرصہ میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے دوسری تیاریوں کے علاوہ مناسب ہال کی تلاش ایک کٹھن مرحلہ تھا۔ اس کے لئے بلا مبالغہ سینکڑوں تنظیموں سے رابطہ کیا گیا اکثر ہال تو پہلے سے ہی مطلوبہ تاریخوں کے لئے بک تھے جو خالی تھے وہ بھی شائد اسلام کا نام سن کر ڈر جاتے تھے اور ہال دینے سے انکار کر دیتے تھے۔ جماعت کے کئی افراد اسی کام پر متعین تھے۔ ہر روز امید بنتی اور ٹوٹ جاتی بظاہر ساری کوششیں لاحاصل نظر آرہی تھیں لیکن دل اس یقین سے پر تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے جلسہ کے انعقاد کے لئے نہ صرف مناسب جگہ عطا فرمائے گا بلکہ اس کا کرایہ بھی ہمارے بجٹ کے اندر ہوگا۔ حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط لکھے گئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ہمیں اپنی توقعات سے بڑھ کر مناسب، کھلی اور خوبصورت جگہ مل گئی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

تیاری جلسہ سالانہ:

مجلس عاملہ کے ایک اجلاس میں جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے ابتدائی انتظامیہ کمیٹی کا تقرر کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب کی نگرانی میں اس کمیٹی کی دو میٹنگز ہوئیں جن میں جلسہ سالانہ کے تینوں اہم شعبوں انتظام جلسہ سالانہ، جلسہ گاہ اور خدمت خلق کے منتظمین کا تقرر عمل میں آیا۔ عورتوں کے جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کی نگرانی کا کام نیشنل صدر صاحبہ لجنہ کو سونپا گیا اور انھوں نے اپنی نگرانی میں منتظمات کا تقرر کیا۔

جلسہ سالانہ کا پروگرام جلسہ سے تقریباً ایک ماہ قبل چھپوا کر صدران کو بھجوا دیا گیا۔ سوئٹزرلینڈ میں تین اہم زبانیں جرمن، فرنچ اور اٹالین بولی جاتی ہیں۔ تقریبا 70 فیصد علاقہ میں جرمن بولی جاتی ہے۔ ہماری جماعت بھی زیادہ تر جرمن بولنے والے علاقہ میں ہے۔ اس سے پہلے اردو کے علاوہ صرف جرمن زبان میں جلسہ کا پروگرام شائع کیا جاتا تھا اس دفعہ پہلی بار فرانسیسی زبان کا اضافہ کیا گیا اور اس زبان میں بھی پروگرام شائع کیا گیا۔ اس سلسلہ میں متعلقہ شعبہ کے ناظم مکرم اویس طاہر صاحب نے بڑی ذمہ داری سے کام کیا۔

مہمان مقرر کے طور پر پہلے بھی علماء سلسلہ کو جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ پر دعوت دی جاتی رہی ہے لیکن اس دفعہ پہلی مرتبہ چار علماء سلسلہ کو باقاعدہ بطور مہمان مقرر کے دعوت دی گئی۔ اسی طرح اس جلسہ کی ایک خاص بات باقاعدہ سٹیج کی تیاری اور اس کی تزئین و آرائش ہے۔ سٹیج پر پیچھے پس منظر کے طور پر ایک خوبصورت بینر جو کہ مکرم مظفر کرامت صاحب نے بڑی محنت سے کمپیوٹر پر ڈیزائن کیا تھا اور پھر اس کو ایک پرنٹنگ فرم سے 6x4 میٹر بڑے سائز میں کینوس پر پرنٹ کروایا گیا۔

جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی رہائش کے لئے مقام جلسہ پر ایک ہال میں انتظام کیا گیا تھا اور گدے وغیرہ مہیا تھے مہمانوں کو موسم کے مطابق بستر لانے کی پہلے سے ہی ہدایت کر دی گئی تھی۔ تاہم ہنگامی صورت حال سے نپٹنے کے لئے بستروں کا انتظام بھی موجود تھا۔ خاص مہمانوں کے لئے سکاؤٹس کی کیمپنگ کے لئے مخصوص جھگوں یعنی "Pfadiheim" کو مقام جلسہ گاہ کے ایک قریبی شہر Herrliberg میں کرائے پر حاصل کیا گیا تھا۔ خاص الخاص مہمانوں کی رہائش کا بندوبست بعض احمدی گھروں میں کیا گیا۔

اس جلسہ میں اس بات پر خاص زور دیا گیا کہ نو مبائعین کو اس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل کیا جائے۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک نظامت شعبہ جلسہ گاہ کے ماتحت بنائی گئی اور متعلقہ شعبہ کے ناظم مکرم شیخ کلیم الرحمان صاحب کے ذریعہ لوکل صدران اور اسی طرح لوکل سیکرٹریان تربیت کو بار بار یاد دہانی کروائی جاتی رہی اور خدا کے فضل سے کافی نو مبائعین جلسہ میں شامل ہوئے اور حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور انور نے تقریباً سب کو ہی ''الیس اللہ بکاف عبدہ'' والی انگوٹھی تحفہ میں دی۔ اس ملاقات کا غیر معمولی اثر ان پر ہوا۔ ملاقات کر کے جب نکلتے تو ایک طرف ان کے چہرے خوشی سے کھلے ہوتے جو ان کی قلبی کیفیات کے عکاسی کر رہے ہوتے تو دوسری طرف ان کی آنکھیں فرط جذبات سے آنسوؤں سے تر ہوتیں۔ ان میں سے ایک جو صومالیہ سے تعلق رکھتے ہیں اپنی زندگی دین کے لئے وقف کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر از جماعت مسلمان اور اسی طرح غیر مسلم بھی کثیر تعداد میں جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ ان کے لئے مخصوص کرسیاں تینوں دن ہی بھری رہیں اور ترجمانی کے آلات جو ہم نے اسی سال خریدے ہیں اور خیال تھا کہ کافی ہوں گے، کم پڑ گئے۔ یہ خدا کا ہی فضل و احسان ہے کہ اس نے اپنے خلیفہ کی برکت سے لوگوں کو فیض یاب کرنے کے لئے خود ہی ہماری توقعات سے زیادہ مہمان بھیج دیئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اکثر مہمان جلسہ سالانہ کے روحانی ماحول اور خلیفہ وقت کی پرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور کئی ایک نے تو برملا اس بات کا اظہار بھی کیا۔

جلسہ سے دو دن قبل یعنی بدھ والے دن سے ہی بیرونی ممالک سے مہمان آنا شروع ہوگئے۔ اور جمعرات والے دن تو بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں کا تانتا بندھ گیا اور تقریباً ساری رات ہی وقفے وقفے سے مہمان آتے رہے اور ان کے استقبال، تواضع اور رہائش کے انتظامات کے لئے معاونین مقام جلسہ پر موجود تھے۔ اکثر شعبہ جات کے ناظمین اور معاونین نے اپنی ڈیوٹیاں بدھ کے دن سے ہی سنبھال لی تھیں۔ شعبہ ٹرانسپورٹ، شعبہ ضیافت اور اسی طرح شعبہ رہائش کا کام نہایت ذمہ داری کا متقاضی تھا۔ شعبہ ضیافت جس کے ناظم مکرم وسیم خان صاحب تھے نے اپنی ٹیم کے تعاون سے اپنی ذمہ داری کو باحسن نبھایا۔ سپیشل مہمانوں کی تواضع کی ذمہ داری مکرم ملک حبیب اللہ صاحب کے پاس تھی جو انھوں نے بخوبی نبھائی۔ پوری کوشش کی گئی کہ مہمانوں کی ضروریات اور خواہشات کا خیال رکھا جائے اور انھیں کوئی تکلیف نہ ہو لیکن ایسے موقعوں پر باوجود کوشش کے عموماً کچھ نہ کچھ کمی رہ ہی جاتی ہے جس کے لئے ہم مہمانوں سے معذرت خواہ ہیں۔

جلسہ کے جملہ پروگراموں کا جرمن زبان میں ترجمہ ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ جرمن زبان میں ترجمانی کے فرائض زیادہ تر مکرم حبیب اللہ طارق صاحب نے سرانجام دیئے۔ وہ ہماری درخواست پر خاص طور پر ترجمانی کے لئے جرمنی سے تشریف لائے تھے۔ ان کے علاوہ مکرم ڈاکٹر یحیٰ باجوہ، عبدالوحید وڑائچ، راشد احمد وڑائچ اور لجنہ کی ایک ٹیم کو جرمن زبان میں ترجمانی کی خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں بھی حسب ضرورت ترجمہ کیا جاتا رہا۔ جنیوا جماعت کے بعض ممبران کا اس سلسلہ میں تعاون حاصل رہا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

پہلا دن جمعۃ المبارک:

تقریباً 10 بجے آنے والے مہمانوں کی رجسٹریشن شروع کی گئی۔ سوئٹزرلینڈ سے تعلق رکھنے والے اکثر احمدیوں کے رجسٹریشن کارڈ پہلے ہی صدران کو بھجوا کر احباب جماعت تک پہنچا دیئے گئے تھے۔ اگرچہ رجسٹریشن صرف غیر ملکی مہمانوں نے کروانی تھی پھر بھی رجسٹریشن آفس میں کافی رش تھا۔ جلسہ سالانہ میں کل تیرہ اقوام کے 1393 مرد وزن کی رجسٹریشن ہوئی جو کہ ہمارے لحاظ سے ایک ریکارڈ حاضری ہے۔ اس کے ساتھ ہی نظامت اجراء ٹکٹس کا دفتر بنایا گیا تھا اور سوئٹزرلینڈ میں پہلی بار جلسہ گاہ کو مختلف ایریا میں تقسیم کیا گیا تھا اور اس کے لئے اس نظامت کو ٹکٹس جاری کرنے کا کام سونپا گیا تھا اس نظامت کے تحت سٹیج، گرین ایریا، کرسیوں کا ایریا، فوٹوگرافی اور ٹرانسلیشن ایریا کے لئے ٹکٹس جاری کئے گئے۔

بارہ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور مسجد محمود سے جلسہ گاہ پہنچے اور پرچم کشائی کی تقریب عمل میں آئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ مکرم امیر صاحب سوئٹزرلینڈ نے سوئٹزرلینڈ کا قومی پرچم لہرایا۔ دونوں جھنڈوں کے بلند ہوتے ہی فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی اور شائد سوئٹزرلینڈ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کھلے عام خدا کی وحدانیت اور عظمت کا اظہار خدام مسیح موعودؑ کی وساطت سے اس شان سے ہوا ہوگا۔ اس کے بعد حضور انور نماز جمعہ اور نماز عصر کے لئے جلسہ کے ہال میں تشریف لے گئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ MTA کے توسط سے ساری دنیا میں براہ راست دکھایا گیا۔ اس خطبہ کے ساتھ حضور انور نے سوئٹزرلینڈ کے بائیسویں جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔ یہ جمعہ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یہ پہلا خطبہ جمعہ ہے جو سوئٹزرلینڈ سے براہ راست نشر ہوا۔ پروگرامز کی ریکارڈنگ اور ان کو براہ راست MTA پر دکھانے کے لئے مرکز کی ہدایت پر MTA جرمنی کی ٹیم جو 12 رضاکاروں پر مشتمل تھی ہماری ٹیم کی معاونت کے لئے پہلے سے ہی پہنچی ہوئی تھی اور انھوں نے ہی پروگرامز کی Live نشریات کے لئے جملہ انتظامات سرانجام دیئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

پہلا اجلاس:

نماز جمعہ اور عصر کی نماز کے بعد وقفہ تھا تاکہ جو لوگ نماز سے پہلے کھانا نہیں کھا سکے تھے وہ کھانا کھا سکیں۔ بعد دوپہر کے پروگرام میں صرف ایک تقریر رکھی گئی تھی۔ 4 بجے سہ پہر یہ پروگرام مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ برطانیہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم قمر الزمان صاحب نے کی اور اس کی بعد مکرم مسعود مجاہد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔ بعدہ مکرم بشیر احمد طاہر صاحب افسر جلسہ سالانہ نے ''قرآن کریم کی دعائیں اور ان کا پس منظر'' کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے اپنی اس تقریر میں قرآن کریم میں مذکور سابقہ انبیاء کی دعاؤں کا ان کے پس منظر کے ساتھ ذکر کیا۔ اس کے بعد مکرم خلیل الرحمان صاحب آف زیورک نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ترنم سے پیش کیا۔ اجلاس کے اختتام سے پہلے شعبہ اعلانات کی طرف سے بعض ضروری اعلانات کئے گئے اور صدر مجلس کی دعا کے ساتھ یہ پہلے دن کا اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

شام ساڑھے چھ بجے حضور انور کے ساتھ چھوٹے بچوں اور بچیوں کی کلاس کا پروگرام تھا جو کہ تقریباً ایک گھنٹہ

جاری رہا۔اس کے بعد سال 2003ء اور 2004ء میں قرآن کریم ختم کرنے والے بچے اور بچیوں کی تقریب آمین حضور انور کے ساتھ منعقد ہوئی۔حضور انور نے سب بچوں سے باری باری قرآن کریم سنا۔آخر میں حضور انور نے بچوں اور بچیوں میں تحائف اور انعامات تقسیم فرمائے۔(اس کلاس کی تفصیلی رپورٹ پہلے ہی الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکی ہے)۔

رات ساڑھے آٹھ بجے حضور انور نے نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے ساتھ ہی پہلے دن کے جلسہ کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

جمعہ والے دن جس ہال میں جلسہ کا پروگرام رکھا گیا تھا وہ ہال نسبتاً چھوٹا ہے اور اسی جگہ ایک بڑا ہال ہے جو کہ جمعہ والے دن بعض وجوہات کی بنا پر دستیاب نہ ہو سکا تھا اس لئے جمعہ والے دن مجبوراً جلسہ چھوٹے ہال میں کرنا پڑا تھا۔اس لحاظ سے ہمارے شعبہ تیاری جلسہ گاہ اور تیاری سٹیج و تزئین و آرائش سٹیج کو دو دفعہ جلسہ گاہ اور سٹیج تیار کرنا پڑا۔جمعہ کی رات کو بڑے ہال کی تیاری اور اسی طرح وہاں سٹیج کی تیاری و تزئین مختصر وقت میں کرنا انتہائی محنت کو چاہتا تھا۔صبح پانچ بجے وہاں تہجد کی نماز ہونی تھی اور اس سے پہلے پہلے اس کو تیار کرنا ضروری تھا۔ناظم سٹیج مکرم ساجد خلیل صاحب اور اسی طرح ناظم تیاری جلسہ گاہ مکرم خالد محمود آف ونٹرتھور نے اپنی اپنی ٹیم کے ساتھ اس اہم ذمہ داری کو باحسن نبھایا اور بروقت ہال اور سٹیج تیار ہو گیا۔اس کام میں ہالینڈ اور جرمنی سے آنے والے بعض مہمانوں نے بھی معاونت کی۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

4 ستمبر 2004ء بروز ہفتہ:

اس دن کے پروگرام کا آغاز حسب روایت نماز تہجد اور اس کے بعد نماز فجر سے ہوا جو کہ مکرم نعیم احمد صاحب وڑائچ مبلغ انچارج ہالینڈ نے پڑھائیں۔نماز فجر کے بعد آپ نے ہی درس قرآن دیا۔

دوسرا اجلاس:

ساڑھے دس بجے دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا جس کی صدارت مکرم مبارک احمد صاحب تنویر مبلغ سلسلہ جرمنی نے کی۔سورۃ الملک کی پہلی سات آیات کی تلاوت اور اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مکرم بشیر احمد صاحب طاہر کو حاصل ہوئی۔ اس کے بعد نظم مکرم مرزا حمید انور بیگ صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی۔اس کے بعد سلسلہ کے ایک جید عالم مکرم مولانا لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ برطانیہ کی تقریر تھی جو انھوں نے ''حضرت مسیح موعودؑ کی یورپ میں تبلیغ اسلام'' کے موضوع پر نہایت مؤثر انداز میں کی۔ حاضرین نے ان کی تقریر کو بہت پسند کیا اور حیران ہوئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس زمانے میں جب کہ ذرائع ابلاغ محدود تھے پنجاب کی ایک دور افتادہ اور گمنام بستی میں بیٹھے ہوئے یورپ کے باسیوں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے کتنی قابل قدر اور دور رس نتائج کی حامل مساعی فرمائیں تھیں۔ان کی تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر قاضی شمیم احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت اور نیشنل صدر مجلس انصاراللہ سوئٹزرلینڈ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر اپنے مخصوص اور دلکش انداز میں روشنی ڈالی۔ اس کے بعد اٹلی سے آئے ہوئے ایک دوست نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام سریلی آواز میں پیش کیا۔ابھی حضور انور کے تشریف لانے میں کچھ وقت تھا اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شعبہ اعلانات نے چند ضروری اعلانات کئے۔اسی دوران حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ اپنی رہائش گاہ جو کہ مسجد محمود زیورک میں تھی سے زنانہ جلسہ گاہ پہنچے اور ساڑھے بارہ بجے حضور انور کے مستورات سے خطاب کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔تلاوت میں سورۃ احزاب کی آیات 36,37 پڑھی گئیں۔ اس کے بعد لجنہ کی ایک ممبر نے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام خوش الحانی سے پڑھا۔بارہ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور نے خطاب فرمانا شروع کیا جو کہ تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔(اس خطاب کا خلاصہ 24 ستمبر 2004 کی ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکا ہے)۔ یہ خطاب ٹیلیفون لائن کے ذریعہ MTA پر براہ راست نشر ہوا۔ خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور سیدھے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور نماز ظہر اور عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

تیسرا اجلاس:

کھانے کے وقفہ کے بعد تیسرے اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا صدارت مکرم مولانا محمد جلال شمس مبلغ سلسلہ کولون جرمنی نے کی۔مکرم مدثر مجید صاحب نے سورۃ احزاب کی آیات 42 سے 49 کی تلاوت کی اور اس کے بعد اردو میں ترجمہ پیش کیا۔حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں سے منتخب اشعار پڑھنے کی سعادت مکرم مرزا ذیشان بیگ صاحب کو حاصل ہوئی۔ اس کے بعد جرمن زبان میں ایک تقریر بعنوان ''مسیحؑ کی صلیبی موت سے نجات'' ایک سوئس احمدی مکرم محمد احمد اوپلیگر صاحب صدر جماعت احمدیہ بیرن نے کی۔ بعدہ خاکسار صداقت احمد مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ کی ''ذکر حبیب'' کے موضوع پر تقریر تھی جس میں خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے دو اہم پہلوؤں عشق الٰہی اور عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار، تحریرات و اقتباسات اور واقعات کی روشنی میں اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ بعد میں ایک نظم پیش کی گئی۔

اس کے بعد ہالینڈ سے تشریف لانے والے مہمان مقرر مکرم مولانا نعیم احمد صاحب وڑائچ نے ''ذکر الٰہی'' کے موضوع پر حاضرین جلسہ کو نہایت ہی مدلل اور مؤثر انداز میں خطاب کیا۔ آپ نے قرآن کریم، احادیث نبویہ اور اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ اور ارشادات خلفاء سلسلہ کے حوالے سے ذکر الٰہی کی اہمیت، برکات وفضائل پر روشنی ڈالی۔ یہ اس اجلاس کی آخری تقریر تھی اس کے بعد اعلانات ہوئے اور پھر صاحب صدر نے اجلاس کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

شام کے کھانے کے وقفہ کے دوران کئی خاندانوں اور افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ملاقاتوں کا سلسلہ تقریباً پونے نو بجے تک جاری رہا اور نو بجے حضور انور نے نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

5 ستمبر 2004 بروز اتوار:

یہ جلسہ سالانہ کا آخری دن تھا۔حسب روایت دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔مکرم بشیر احمد صاحب طاہر نے نماز تہجد اور نماز فجر پڑھائیں اور اس کے بعد درس حدیث دیا۔

چوتھا اجلاس:

مکرم ومحترم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لنڈن کے زیر صدارت چوتھے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔محترم بشارت احمد انیس صاحب نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 79 سے آیت نمبر 85 تک کی تلاوت اردو ترجمہ کے ساتھ کی۔اس کے بعد محترم عارف محمود ملک صاحب نے درثمین سے چند اشعار ترنم کے ساتھ پیش کئے۔اس کے بعد مکرم ومحترم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مبلغ سلسلہ کولون جرمنی جو اس جلسہ میں بطور مہمان مقرر شامل ہوئے تھے اور ترکی میں تبلیغی دورے کے دوران اسیر رہنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں نے اسیری کے ایام کی یادوں کا تذکرہ فرمایا۔حاضرین نے ان کے خطاب کو بڑی دلچسپی سے سنا۔اس کے بعد مکرم و محترم ولید طارق صاحب تارنتسر امیر جماعت ہائے سوئٹزرلینڈ نے جرمن زبان میں تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا وہ خط پڑھا جو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت مرزا ناصر احمد کے لئے لکھا تھا جب آپ تعلیم کی غرض سے برطانیہ روانہ ہو رہے تھے۔آپ نے اس خط میں اپنے پیارے بیٹے کو بہت سے نصائح فرمائی ہیں۔ اس خط کے حوالے سے محترم امیر صاحب نے جلسہ کے شرکاء کو بعض اہم امور کی طرف توجہ دلائی۔ خاص طور پر باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے کی آپ نے نصیحت فرمائی۔ پروگرام کے مطابق اس کے بعد مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر خدمت درویشان صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی ''نماز باجماعت کی اہمیت'' کے موضوع پر تقریر تھی۔آپ کو خاص طور پر جلسہ پر تقریر کرنے کے لئے دعوت دی گئی تھی لیکن افسوس کہ آپ اچانک بیمار ہو گئے اور ہمارے جلسہ میں شامل نہ ہو سکے۔آپ کی جگہ مکرم ہدایت اللہ ھبش صاحب نے تقریر کی۔ ہدایت اللہ ھبش صاحب جرمن زبان کے معروف اور مایہ ناز ادیب اور شاعر ہیں اور اسلام اور احمدیت کے موضوعات پر اب تک ان کی متعدد کتابیں اور فولڈرز شائع ہو چکے ہیں۔آپ نے پرزور الفاظ میں نماز باجماعت کی فضیلت اور اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حاضرین کو نمازوں کی حفاظت اور ان کی باجماعت ادائیگی کی ترغیب دلائی۔اس اجلاس کے آخر میں اہم اعلانات کئے گئے۔

دوپہر کے کھانے کے وقفہ کے بعد تقریباً ساڑھے تین بجے جرمن بولنے والے غیر مسلم احباب کے ساتھ ایک تبلیغی نشست کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ اس پروگرام میں تقریباً 20 مہمان شامل ہوئے۔محترم امیر صاحب سوئٹزرلینڈ نے انھیں جماعت کا تعارف کروایا اور محترم ہدایت اللہ ھبش صاحب نے ان کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے اس نشست کے آخر میں مشروبات اور دیگر لوازمات سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ 4.15 سہ پہر حضور انور جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں اس کے بعد جلسہ کا اختتامی اجلاس شروع ہوا۔

اختتامی اجلاس:

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور سیدھے سٹیج پر تشریف لے گئے اور تلاوت قرآن سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مکرم عبدلوحید وڑائچ نے سورۃ آل عمران کی آیات 103 تا 105 کی تلاوت کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم بشارت احمد انیس صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے پیش کیا۔اس کے بعد مکرم رانا سکندر فاروق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔اس کے بعد حضور انور نے اختتامی خطاب فرمایا جو کہ تقریباً ایک گھنٹہ کا تھا۔حضور انور نے اس خطاب میں حبل اللہ سے چمٹے رہنے کی تاکید فرمائی۔ (اس خطاب کا خلاصہ الفضل انٹرنیشنل میں پہلے ہی شائع ہو چکا ہے)۔اختتامی خطاب بھی ٹیلیفون لائن کے ذریعہ MTA پر براہ راست نشر ہوا۔ آخر میں حضور انور نے اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور خواتین کو زیارت کا شرف بخشا۔ شام کے کھانے کے بعد مہمان اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔نماز مغرب اور عشاء حضور انور کی اقتداء میں جلسہ گاہ میں ہی ادا کی گئیں۔ نمازوں سے قبل حضور انور نے تینوں ذیلی تنظیموں کی نیشنل عاملہ سے الگ الگ میٹنگ کی اور ان کے کام کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

Wind Up جلسہ:

جلسہ سالانہ کی تیاریوں کے دوران رضا کار تازہ دم ہوتے ہیں اور جلسہ کے جملہ انتظامات میں بڑا جوش وخروش پایا جاتا ہے۔لیکن جلسہ کے دوران لمبی لمبی ڈیوٹیاں دینا پڑتی ہیں اور کافی تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔جس کے باعث Wind up مشکل مرحلہ معلوم ہوتا ہے۔بعض کو گھروں میں جانے کی جلدی ہوتی ہے۔اس لئے بعض ملکوں میں تو Wind up کے لئے الگ ٹیمیں تیار کی جاتی ہیں جو صرف اسی کام کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ ہماری جماعت چونکہ نسبتا چھوٹی جماعت ہے اس لئے یہاں ناممکن تھا کہ ایک ٹیم اس کام کے لئے ریزور کھی جاتی۔ ہر شعبہ نے اپنے شعبہ کا Wind up خود کرنا تھا۔چونکہ صبح 8 بجے سے پہلے سکول کے طلباء و طالبات کے لئے کمپلیکس کے ہال خالی ہونے ضروری تھے۔اس کمپلیکس کے منتظم اعلیٰ کا خیال تھا کہ اتنا کام سمیٹنے والا ہے اور صبح تک اس کا سمیٹنا بہت مشکل ہوگا اور اس وجہ سے فکر مند تھا۔وہ افسر صاحب جلسہ سالانہ سے اس پریشانی کا ذکر بھی کر چکا تھا۔ ہمارے رضا کاروں کے جذبہ خدمت کا اگرچہ وہ مشاہدہ کر چکا تھا لیکن پھر بھی Wind up کا کام اتنا زیادہ تھا کہ اس کو دیکھ کر اس کی پریشانی اپنی جگہ درست تھی۔ جب نمازوں کی ادائیگی کے بعد ہمارے خدام وانصار اور لجنہ کی ممبرات نے کام سمیٹنا شروع کیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ رات تقریباً ایک بجے تک wind up کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ صبح اس نے ساری جگہ اور ماحول کی صفائی وغیرہ کا جائزہ لینے کے بعد ہمیں شکریہ کا فون کیا۔ وہ پوری طرح مطمئن تھا اور رضا کاروں کے جذبہ خدمت سے بہت متاثر ہوا اور اب وہ اگلے جلسہ اور دیگر جماعتی پروگراموں کے لئے ہمیں دوبارہ ہالز دینے کے لئے بخوشی تیار ہے۔الحمد للہ علی ذلک۔ یہی ہالز اس جلسہ کے موقع پر حاصل کرنے کے لئے ہمیں بڑی تگ و دو کرنی پڑی تھی۔ جلسہ سالانہ کے بعد 24 ستمبر کو جلسہ سالانہ کی جملہ انتظامیہ کی ایک میٹنگ رکھی گئی جس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ جلسہ کے موقع پر مختلف شعبہ جات میں رہ جانے والی کمزوریوں کی نشاندہی کی جا سکے اور پھر یہ کہ اس سال کے تجربہ کو سامنے رکھ کر آئندہ ان سے بچا جا سکے اور اگلے جلسہ کے لئے بہتر حکمت عملی وضع کی جا سکے۔ چنانچہ میٹنگ کے دوران سامنے آنے والی مختلف کمزوریوں کو نہ دہرانے کا جہاں عزم کیا گیا وہاں ان کا اندراج حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق Red Book میں بھی کیا گیا تا کہ آئندہ منصوبہ بندی کے وقت ان کو سامنے رکھا جا سکے۔ رپورٹ کے آخر میں خاکسار قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ کے جملہ ناظمین اور معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کو ان دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے لئے کی ہیں۔آمین

بقیہ: دورہ سپین از صفحہ نمبر 16

ترک تازیاں کیں، تجربہ کار اور جنگ آزما سردار غرضیکہ ہرفن کے ماہر موجود تھے۔ دنیا کے دور دراز حصوں سے طالبعلم، شاعر، ادب وسائنس وقانون کی تعلیم کے حصول کے لئے بکثرت آتے تھے۔

اس وقت شہر کی موجود حالت ہرگز اس قابل نہیں جس سے اس خوبصورتی اور شان کا اندازہ ہو سکے جو خلیفہ اعظم کے زیر حکومت اس کو حاصل تھی۔ چنانچہ موجودہ تنگ کوچہ و بازار جن کے دونوں طرف قلعی چونا کے پختہ مکانات نظر آتے ہیں اس کی گزشتہ وسعت اور خوبصورتی کا مٹا ہوا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پونے گیارہ بجے قرطبہ شہر سے گزرتے ہوئے 'مسجد قرطبہ' پہنچے۔ قرطبہ شہر کے میئر نے پولیس سیکورٹی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ پولیس نے مسجد کے قریب راستہ صاف کیا اور قافلہ کی کاروں کی حفاظت کرتے رہے۔

حضور انور جب مسجد قرطبہ کے بڑے بیرونی دروازہ سے داخل ہو کر مسجد کے اندرونی دروازہ پر پہنچے تو اندلس کے بشپ کے خصوصی نمائندہ چرچ کے پادری Manuel Nieto Oumplido نے حضور انور کا استقبال کیا۔ یہ پادری علم تاریخ (History) کا ماہر ہے۔ یہ نمائندہ حضور انور کو مہمانان خاص کے ہال میں لے گیا۔ اس خصوصی ہال کا نام Sala Capitular ہے۔ اور وہاں حضور انور کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔

اس نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ وہ جماعت احمدیہ کو 1970ء سے جانتے ہیں۔ اور کہا کہ میرے آپ لوگوں کے ساتھ پرانے تعلقات ہیں۔ آپ کی مسجد کا افتتاح ایک بہت اہم فنکشن تھا۔ سات سو سال کے بعد یہ ایک بہت اہم event تھا۔ اس نے مزید کہا کہ وہ جماعت کے عقائد سے کافی متاثر ہیں اور کہا کہ اگر جماعت کی امن کی تعلیم کو پوری دنیا مان لے تو پوری دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

اس پادری کا استقبالیہ ایڈریس سپینش زبان میں تھا اور مکرم ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب نے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔

شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ لاہور کے زیر اہتمام دخت کرام حضرت سیدہ

نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت پر ایک کتاب تیار کی جارہی ہے۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل کے توسط سے جماعت کے تمام احباب وخواتین سے التماس ہے کہ اگر آپ کے پاس حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی کوئی تحریر، خط، تبرک موجود ہو یا آپ کی کسی پاکیزہ یاد پر مشتمل کوئی واقعہ آپ اس کتاب میں شامل کرنا چاہتے ہوں تو براہ کرم حسب ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں:

فوزیہ شمیم۔108 سی۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

حضور انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بشپ کے نمائندہ نے جو باتیں کی ہیں وہ وسیع حوصلے والی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر مذہب نے یہ تعلیم دی ہے کہ ہر دوسرے مذہب کے جذبات کا خیال رکھو اور یہی تعلیم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے جس کو ہم نے مانا ہے۔ حضور انور نے فرمایا جس طرح انہوں نے ہمارا اگرمجوشی سے استقبال کیا ہے اسی طرح اگر ہر مذہب والے ایک دوسرے کا احترام کریں اور خیال رکھیں تو دنیا سے فساد اٹھ جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تمام مذاہب کا اصل مقصد ایک خدا کی عبادت کرنا ہے۔ پس اگر تمام مذاہب والے خدائے واحد کی عبادت پر اکٹھے ہو جائیں تو تمام دنیا سے فساد ختم ہوسکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بانیٔ جماعت احمدیہ نے بھی انہی دو باتوں کی تعلیم دی ہے۔ ایک خدائے واحد کی عبادت اور اس کا حق ادا کرنا اور دوسرا مخلوق خدا سے ہمدردی اور اس کا حق ادا کرنا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہی ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ تمام دنیا کے لوگوں کو امن سے رہنے اور ایک دوسرے کی باتیں برداشت کرنے کا حوصلہ عطا کرے اور اسی پیغام کو لے کر آج جماعت احمدیہ کھڑی ہوئی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ یہ بڑے حوصلے سے ہمیں یہاں لے کر آئے اور کھل کر باتیں کی ہیں۔ مَیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد پادری صاحب حضور انور کو اس مخصوص ہال سے مسجد قرطبہ کے محراب تک چھوڑنے آئے اور حضور انور سے مصافحہ کر کے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ اس کے بعد حضور نے اس وسیع وعریض مسجد کے مختلف حصے دیکھے اور بعض جگہوں کی تصاویر بھی بنائیں۔ خصوصاً محراب والے حصہ کی اور جن جگہوں پر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں ان کی تصاویر بنائیں۔ مسجد قرطبہ مسلمانوں کی شان وشوکت اور عظمت کا ایک نشان ہے۔

سپین کی فتح کے بعد عبدالرحمٰن اول نے 784ء میں مسجد کے لئے اس جگہ کو حاصل کیا اور مسجد کی تعمیر شروع ہوئی جو 786ء تک مکمل ہوئی۔ اس مسجد کے اندر محرابی حصوں میں پہلی بار سرخ اور سفید رنگ کا استعمال کیا گیا۔ اس زمانے میں عالم اسلام میں یہ پہلی مسجد تھی جس میں یہ سرخ وسفید رنگ استعمال کئے گئے تھے۔

اس مسجد کے بنیادی طور پر دو حصے تھے۔ ایک چوکور شکل کا ہال جو نماز کے لئے بنایا گیا اور دوسرا صحن تھا۔ بعد میں اس صحن کا نام مالٹوں والا صحن پڑ گیا کیونکہ اس میں مالٹے کے پودے بہت زیادہ لگائے گئے تھے۔ آج بھی اس صحن میں مالٹے کے پودے لگے ہوئے ہیں۔ عبدالرحمٰن اول کے بعد اس مسجد میں مزید توسیع ہوئی۔

سب سے پہلے عبدالرحمٰن دوم نے مسجد قرطبہ میں توسیع کی۔ اور ایک مینار بھی تعمیر کرایا اور ہال کے اندر ایسے انتظامات کے گئے کہ آواز کی گونج پیدا ہو اور دور تک سنائی دے سکے۔

اس کے بعد الحاکم دوم نے مسجد میں مزید توسیع کی۔ پھر وزیر المصوّر نے اپنے دور میں اس کو مزید وسعت دی اور یہ مسجد اپنے سائز میں کئی گنا وسعت اختیار کر گئی۔ 1236ء میں جب قرطبہ عیسائیوں کے قبضہ میں آیا تو اس وقت کے حکمران Fernando نے مسجد قرطبہ کو شہر کا چرچ بنانے کا اعلان کیا۔

اس کے بعد سولہویں صدی میں اس چرچ کے پادریوں نے تجویز پیش کی کہ مسجد قرطبہ کو مکمل طور پر منہدم کر کے اس کی جگہ ایک نیا چرچ تعمیر کیا جائے۔ مگر شہر کے لوگوں اور اس وقت کے رومن بادشاہ چارلس پنجم نے اس کی مخالفت کی۔ اس پر اس مسجد کے درمیان میں ایک کیتھیڈرل بنائی گئی اور مینار میں بھی تبدیلیاں کی گئیں۔ اب مسجد کے عین وسط میں یہ چرچ آج بھی موجود ہے۔ یہ چرچ صرف اتوار کے دن عبادت کے لئے کھلتا تھا اور یوں یہ مسجد بند رہتی تھی۔

1960ء میں یہ مسجد سیاحوں کے لئے کھولی گئی۔ چنانچہ اب روزانہ ہزارہا کی تعداد میں دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ اسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ مسجد اپنے دور کی سب سے بڑی مسجد تھی جس میں ہزارہا آدمی نماز پڑھتے تھے۔

اس مسجد کی چھت پر مختلف رنگوں کے ساتھ نقش ونگاری کی گئی ہے جو بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ اس مسجد کی طرز تعمیر اپنی مثال آپ ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں قریباً پانچ سو سال تک اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہیں اور مسلمان پانچ وقت اللہ کی عبادت بجا لاتے رہے اور آج کسی مسلمان کو یہاں سجدہ تک کرنے کی اجازت نہیں اور اتنی سختی ہے کہ سر ڈھانپ کر اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اب یہ چرچ ہے اور چرچ میں سر ڈھانپ پر اندر نہیں جا سکتے۔ تاہم حضور انور اور وفد کا پورا احترام کیا گیا اور بطور خاص اس کا وزٹ ہوا اور ایسی کوئی پابندی نہیں کی گئی۔

مسجد کے بعد حضور انور مسجد قرطبہ کے بیرونی علاقہ میں چند سو گز کے فاصلہ پر مسلمانوں کے دور کا تعمیر شدہ "القصر" دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ ایک وسیع وعریض قلعہ ہے جو دفاع کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ حضور انور نے اس قلعہ کے مختلف حصے دیکھے۔ اس قلعہ کے باہر ایک خوبصورت باغ ہے، پھولوں کی کیاریاں ہیں، پانی کے حوض ہیں اور سینکڑوں فوارے ہیں جو اس باغ کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ حضور انور نے یہ حصہ بھی دیکھا۔ اس کے بعد دوپہر پونے ایک بجے حضور واپس پیدروآباد تشریف لے آئے اور اپنے دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

ایک بج کر چالیس منٹ پر حضور انور نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

چار بجے حضور انور پیدروآباد سے پچاس کلومیٹر کے علاقہ میں ایک Olive Oil (زیتون کا تیل) تیار کرنے کی فیکٹری دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ مِل کے منتظمین نے اپنے آفس کے باہر حضور انور کو خوش آمدید کہا اور زیتون کا آغاز سے لے کر تیل بننے تک کا تمام پراسس دکھایا۔ حضور انور کو باری باری تمام حصے دکھائے گئے اور آغاز اس جگہ سے کیا گیا جہاں مختلف کھیتوں سے ٹرالیاں زیتون سے بھری ہوئی مِل میں پہنچتی ہیں۔ زیتون کے ساتھ ٹہنیاں اور پتے وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ یہ ٹرالیاں ایک زمین دوز ٹینک میں اس کو الٹا دیتی ہیں۔ وہاں سے پھر مختلف مشینوں کے ذریعہ پراسس شروع ہوتا ہے اور پھر مختلف مشینوں اور مراحل سے گزرنے کے بعد سو فیصد خالص تیل نکل رہا ہوتا ہے جو ساتھ ساتھ بڑے بڑے ٹینکوں میں بھرا جا رہا ہوتا ہے۔

حضور انور ساتھ ساتھ مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے اور مِل دکھانے والے دوست ان کا جواب دیتے رہے۔ ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب نے سپینش سے اردو زبان میں ترجمہ کے فرائض سرانجام دئے۔

آخر پر مل کے منتظمین نے حضور انور کی خدمت میں زیتون کے خالص تیل کی بوتلیں پیش کیں اور حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد چھ بجے حضور انور واپس پیدروآباد مشن ہاؤس تشریف لے آئے۔

اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات ساڑھے سات بجے تک جاری رہیں۔ سپین کی چھ جماعتوں غرناطہ، پیدروآباد، مسنارس، میڈرڈ، والسنیا اور بارسلونا کی 16 فیملیز کے 48 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان ملاقات کرنے والوں میں کینیڈا سے آئے ہوئے دوست بھی شامل تھے۔

ملاقاتوں کے بعد پونے آٹھ بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

BELA BOUTIQUE
ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے
Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

سیرت حضرت مسیح موعودؑ اور مصلح موعود کے بعض درخشندہ گوشے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۲؍ مئی و ۲۵؍ مئی ۲۰۰۴ء میں مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب کے قلم سے شامل اشاعت دو مضامین میں حضرت مسیح موعودؑ کی سیرۃ کو حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اسی سلسلہ کے دیگر مضامین قبل ازیں ۱۹؍ مارچ اور ۲؍ جولائی ۲۰۰۴ء کے شمارہ کے اسی کالم میں شائع ہو چکے ہیں۔

نماز باجماعت اور بچوں کی نگرانی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کچھ بیمار تھے اس لئے جمعہ کے لئے مسجد نہ جا سکے۔ میں اس وقت بالغ نہیں تھا تاہم جمعہ پڑھنے کیلئے مسجد آرہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا نماز ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا آدمی بہت ہیں، مسجد میں جگہ نہیں تھی میں واپس آگیا۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آگیا اور گھر میں آکر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟ آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ مَیں نے کہا کہ میں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آگیا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب آپؑ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضورؑ نے دریافت کی وہ یہ تھی: کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا مجھے بتانے والے کو ہوئی ہے دونوں صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا کہ میں نے جھوٹ بولا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہاں حضور آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔ خدا نے میری بریت کیلئے یہ سامان کردیا کہ مولوی صاحب کی زبان سے بھی اس کی تصدیق کرادی۔ اس واقعہ کا آج تک میرے قلب پر گہرا اثر ہے۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا۔

بچوں کی دلداری

ہماری والدہ صاحبہ کبھی ناراض ہوکر فرمایا کرتیں کہ اس کا سر بہت چھوٹا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے یہ کوئی بات نہیں، راٹیکین جو بہت مشہور وکیل تھا اور جس کی قابلیت کی دھوم سارے ملک میں تھی اس کا سر بھی چھوٹا سا تھا۔ تو جو والدین اپنی اولاد کو شاہ دولہ کا چوہا بناتے ہیں ان کے بڑے سر اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ وہ بہت عقلمند ہیں۔ جو شخص اپنی اولاد کو علم و عرفان سے محروم کرتا ہے اور اس کا سر اگرچہ بڑا ہی ہو تب بھی وہ بے عقل ہی ہے۔ جس کا اتنا دماغ ہی نہیں کہ سمجھ سکے کہ خدا اور رسول کیا ہے، قرآن کیا ہے؟ وہ عرفان کیا حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت اماں جان اور برکات نزول

اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی مگر یہ خدا کا فضل تھا کہ باوجودیکہ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ نہ تھی جب سے ہوش سنبھالی حضرت مسیح موعودؑ پر کامل یقین اور ایمان تھا۔ اگر اس وقت والدہ صاحبہ کوئی ایسی حرکت کرتیں جو میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی شان شایان نہ ہوتی تو میں یہ نہ دیکھتا کہ ان کا میاں بیوی کا تعلق ہے اور میرا ان کا ماں بچہ کا تعلق ہے بلکہ میرے سامنے پیر اور مرید کا تعلق ہوتا حالانکہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ سے کچھ نہ مانگتا تھا۔ والدہ صاحبہ ہی میری تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھی۔ باوجود اس کے والدہ صاحبہ کی طرف سے اگر کوئی بات ہوتی تو مجھے گراں گزرتی۔ مثلاً خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں: میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا اور جب بھی سنتا، گراں گزرتا۔ میں اسے حضرت مسیح موعودؑ کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے...... چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپؑ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالیٰ نے بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں اور آپؑ کے ذریعہ دنیا میں نور نازل کیا۔

بری عادت سے ٹوکنا چاہئے

مجھے ایک دوست کا احسان اپنی ساری زندگی میں نہیں بھول سکتا۔ ۱۹۰۳ء کی بات ہے جب حضرت مسیح موعودؑ مولوی کرم دین والے مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں مقیم تھے۔ وہ دوست مراد آباد (یوپی) کے رہنے والے تھے اور فوج میں رسالدار میجر تھے۔ محمد ایوب ان کا نام تھا۔ وہ حضورؑ سے ملنے آئے تھے۔ انہوں نے دو باتیں ایسی کیں جو میرے لئے ہدایت کا موجب ہوئیں۔ دلی میں رواج تھا کہ بچے باپ کو تم کہہ کر اور لکھنؤ وغیرہ میں ’’آپ‘‘ کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ گھر میں ہمیشہ تم تم کا لفظ سنتے رہنے سے میری عادت بھی تم کہنے کی ہو گی۔ چنانچہ میں نے آپؑ سے بات کرتے ہوئے ’تم‘ لفظ استعمال کیا۔ یہ لفظ سن کر اس دوست نے مجھے بازو سے پکڑ لیا اور مجلس سے ایک طرف لے گئے اور کہا ’’میرے دل میں آپ کا بڑا ادب ہے لیکن یہ ادب ہی چاہتا ہے کہ آپکو آپکی غلطی سے آگاہ کروں۔ اور وہ یہ کہ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کرتے وقت کبھی بھی ’تم‘ کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے بلکہ ’آپ‘ کے لفظ سے مخاطب کریں ورنہ آپ نے پھر یہ لفظ بولا تو جان لے لوں گا‘‘۔

اسی طرح ایک دفعہ میں نے لاہور آنے پر یہاں بعض لڑکوں کو نکٹائی لگاتے دیکھا اور میں نے بھی شوق سے ایک نکٹائی پہننی شروع کر دی۔ گورداسپور ہی کا واقعہ ہے کہ وہی دوست مجھے ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے ’’آج آپ نے نکٹائی پہنی ہے تو ہم کل کنچنیوں کا تماشہ دیکھنے لگ جائیں گے کیونکہ ہم نے تو آپ سے سبق سیکھنا ہے، جو قدم آپ اٹھائیں گے ہم بھی آپ کے پیچھے چلیں گے‘‘۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھ سے نکٹائی مانگی اور میں نے اتار کر اُن کو دے دی۔

پس ان کی یہ دو نصیحتیں مجھے کبھی نہیں بھول سکتیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک مخلص متبع کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اگر ہمارے خاندان کا کوئی نوجوان اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھتا تو صاحبزادہ صاحب! صاحبزادہ صاحب کہہ کر اس کا دماغ بگاڑنا نہیں چاہئے بلکہ اس کو کہنا چاہئے کہ اپنی اصلاح کریں۔‘‘

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام کوئی ظاہری لباس معین کرتا ہے جس کا ترک کرنا کسی انسان کو قابل مؤاخذہ بنادے؟ واقعہ یہ ہے کہ انگریز ہندوستان میں ایک حاکم کے طور پر آیا اور اس کے لباس اور عادات اور اطوار کو ہندوستانیوں نے اس بناء پر قبول نہیں کہ ان میں کوئی فوقیت پائی جاتی تھی بلکہ یہ نقل ایک غلامانہ ذہنیت کے نتیجہ میں شروع ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہؓ آپؑ کی اولاد سے اتنی بلند توقعات رکھتے تھے کہ ان کیلئے ایک ادنیٰ سی لغزش بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی رائے چالیس آدمیوں کے برابر

ایک دن حضرت صاحب اندر آئے تو والدہ صاحبہ سے کہا کہ انہیں (یعنی مجھے) انجمن کا ممبر بنادیا ہے نیز ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب کو اور مولوی صاحب کو تاکہ اور لوگ کوئی نقصان نہ پہنچادیں...... آپ کو کہا گیا 14 نام لکھ لئے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا اور چاہئیں، باہر کے آدمی بھی ہوں ...... اس پر کہا گیا کہ زیادہ آدمیوں سے کورم نہیں پورا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اچھا تھوڑے سہی۔ پھر کہا: مولوی صاحبؓ کی رائے چالیس آدمیوں کے برابر ہو۔ اس وقت ان لوگوں نے دھوکا دیا کہ حضرت! ہم نے مولوی صاحب کو پریذیڈنٹ بنا دیا ہے اور پریذیڈنٹ کی آراء پہلے ہی زیادہ ہوتی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا ہاں یہی میرا منشاء ہے کہ ان کی آراء زیادہ ہوں۔ مجھے اس وقت انجمنوں کا زیادہ علم نہ تھا ورنہ بول پڑتا کہ پریذیڈنٹ کی ایک ہی زائد رائے ہوتی ہے۔ انہوں نے پھر تفصیلی قواعد مجھے ہی دیئے جو میں حضرت صاحب کے پاس لے گیا۔ آپؑ کوئی ضروری کتاب لکھ رہے تھے۔ آپؑ نے پوچھا کیا ہے؟ مَیں نے کہا: انجمن کے قواعد ہیں۔ فرمایا: لے جاؤ ابھی فرصت نہیں، گویا آپ نے ان کو کوئی وقعت نہ دی۔

حُقّہ

ہم ایک دفعہ پہاڑ پر جا رہے تھے تو میرے ساتھیوں میں ایک احمدی پٹھان کو نسوار کھانے کی عادت تھی، بدقسمتی سے وہ اپنی ڈبیا گھر میں بھول آئے تھے۔ راستہ میں ایک کشمیری مزدور آرہا تھا جس نے اپنے کندھے پر لکڑیاں اٹھائی ہوئی تھیں وہ اسے دیکھتے ہی نہایت لجاحت کے ساتھ کہنے لگے اے بھائی کشمیری جی! اے بھائی جی! آپ کے پاس نسوار ہے۔ مجھے یہ بات سن کے بے اختیار ہنسی آگئی کہ جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنی گردن بھی نیچی نہیں کرتا تھا آج نشہ پورا نہ ہونے کی وجہ سے کس قدر لجاجت پر اتر آیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جو دوست آتے تھے ان میں بعض حقہ کے عادی ہوتے تھے۔ ان دنوں قادیان میں صرف ہمارے ایک تایا کے پاس حقہ ہوا کرتا تھا جو سخت دہریہ تھے مگر حقہ کی عادت کی وجہ سے لوگ اُن کے پاس بھی چلے جاتے اور مجبوراً ان کی باتیں سننی پڑتیں۔ ہمارے تایا دین سے ایسے بے تعلق تھے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کبھی نماز پڑھی ہے۔ وہ کہنے لگے میں تو بچپن سے ہی بڑا سلیم الطبع واقع ہوا ہوں۔ میں چھوٹی عمر میں ہی دیکھتا کہ لوگوں نے سر نیچے اور سرین اوپر کئے ہوئے ہیں تو میں ہنستا کہ یہ کیسے بیوقوف لوگ ہیں۔ اور اب تو میں بہت سمجھدار ہوں میں نے نماز کیا پڑھنی ہے۔ ایک دفعہ ایک احمدی وہاں حقہ پینے کے لئے چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے آپ کو گالیاں دیتے ہوئے واپس آگیا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں اپنے آپکو اس لئے برا بھلا کہہ رہا ہوں کہ محض حقہ کی عادت کی وجہ سے مجھے اُس کے پاس جانا پڑا اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف باتیں سننی پڑیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی وفات

1905ء آیا۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیمار ہوئے۔ میری عمر سترہ سال کی تھی اور ہم سارا دن کھیل کود میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن یخنی لے کر میں مولوی صاحب کے لئے گیا تھا، اس کے سوا یاد نہیں کہ کبھی پوچھنے بھی گیا ہوں۔ اس زمانہ کے خیالات کے مطابق یقین کرتا تھا کہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے بعد فوت ہونگے۔ مولوی صاحب کی طبیعت تیز تھی ایک دو سبق ان کے پاس الف لیلہ کے پڑھے پھر چھوڑ دیئے۔ اس سے زیادہ ان سے تعلق نہ تھا۔ ہاں ان دنوں میں یہ بحثیں خوب ہوا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دایاں فرشتہ کون سا ہے اور بایاں فرشتہ کون سا ہے۔ بعض کہتے مولوی عبدالکریم صاحب دائیں ہیں اور بعض حضرت استاذی المکرّم خلیفہ اول کی نسبت کہتے کہ وہ دائیں فرشتے ہیں۔ علموں اور کاموں کا موازنہ کرنے کی اس وقت طاقت ہی نہ تھی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں اس محبت کی وجہ سے جو حضرت خلیفہ اولؓ مجھ سے کیا کرتے تھے میں نورالدینیوں میں سے تھا۔ ہم نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سے بھی

دریافت کیا تھا اور آپؓ نے ہمارے خیال کی تصدیق کی۔ غرض (حضرت) مولوی عبد الکریم صاحب سے کوئی زیادہ تعلق مجھے نہیں تھا سوائے اس کے کہ اُن کے پُر زور خطبوں کا مداح تھا اور ان کی محبت حضرت مسیح موعودؑ کا معتقد تھا مگر جونہی آپ کی وفات کی خبر میں نے سنی میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ وہ آواز ایک بجلی تھی جو میرے جسم کے اندر سے گزر گئی۔ دوڑ کر اپنے کمرہ میں گھس گیا۔ پھر ایک بے جان لاش کی طرح چارپائی پر گر گیا اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ دنیا کی بے ثباتی، مولوی صاحب کی محبت اور خدمت مسیح موعودؑ کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھرتے تھے۔ بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کاموں میں یہ بہت ہاتھ بٹاتے تھے اب آپؑ کو بہت تکلیف ہوگی۔ اور پھر خیالات پر ایک پردہ پڑ جاتا تھا اور میری آنکھوں سے آنسو کا دریا بہنے لگتا تھا۔ اس دن میں نہ کھانا کھا سکا نہ میرے آنسو تھمے حتیٰ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی تعجب ہوا اور آپؑ نے حیرت سے فرمایا: محمود کو کیا ہو گیا ہے اس کو تو مولوی صاحب سے کوئی ایسا تعلق نہ تھا یہ تو بیمار ہو جائے گا۔

ایک عہد

۱۹۰۸ء کا ذکر میرے لئے تکلیف دہ ہے۔ اس سال وہ ہستی جو ہمارے بے جان جسموں کیلئے بمنزلہ بینائی کے تھی اور ہمارے تاریک دلوں میں بمنزلہ روشنی کے تھی، ہم سے جدا ہو گئی۔ یہ ایک قیامت تھی۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس وقت صرف ایک خیال تھا کہ اگر ساری دنیا بھی مسیح موعودؑ کو چھوڑ دے تو میں نہیں چھوڑوں گا۔ اور پھر اس سلسلہ کو دنیا میں قائم کروں گا۔

قلم کا جہاد

انبیاء کا دل بڑا شکر گزار ہوتا ہے۔ معمولی سے معمولی بات پر بھی بڑا احسان محسوس کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں جب دن رات چھپتیں تو باوجود اس کے کہ آپ کئی کئی راتیں بالکل نہیں سوتے تھے لیکن جب کوئی شخص رات کو پروف لاتا تو اس کے آواز دینے پر خود اٹھ کر لینے کیلئے جاتے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے کہ جَزَاکَ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ، اس کو کتنی تکلیف ہوئی ہے۔ یہ لوگ کتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں خدا ان کو جزائے خیر دے۔ حالانکہ آپ خود ساری رات جاگتے رہتے تھے۔ میں کئی بار آپ کو کام کرتے دیکھ کر سویا اور جب کہیں آنکھ کھلی تو کام کرتے ہی دیکھا حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔

حضورؓ کے والد صاحب کی وفات

حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب فوت ہوگئے تو آپؑ روزہ داری اور شب بیداری میں ہی اپنے اوقات بسر کرنے لگ گئے اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ دشمنانِ اسلام کے حملوں کا جواب دیتے رہتے۔ اس زمانہ میں لوگ ایک ایک پیسہ کے لئے لڑتے ہیں مگر آپؑ نے اپنی سب جائیداد اپنے بڑے بھائی صاحب کے سپرد کر دی۔ کھانا ان کے گھر سے آپؑ کو آجاتا اور جب وہ ضرورت سمجھتے کپڑے بنوا دیتے اور آپ نہ جائیداد کا حصہ لیتے اور نہ اس کا کوئی کام کرتے لوگوں کو نماز روزہ کی تلقین کرتے اور غریبوں مسکینوں کی بھی خبر رکھتے۔ اور تو آپ کے پاس کچھ تھا نہیں بھائی کے ہاں سے جو کھانا آتا اسی کو غرباء میں بانٹ دیتے اور بعض دفعہ دو تین تولہ غذا پر گزارہ کرتے اور بعض دفعہ یہ بھی نہ باقی رہتی اور فاقہ سے ہی رہ جاتے۔ یہ نہیں تھا کہ آپ کی جائیداد معمولی تھی۔ بلکہ ایک سالم گاؤں آپ کے اور آپ کے بھائی کا مشترکہ تھا اور علاوہ ازیں جاگیر وغیرہ کے بھی آمدن تھی۔

والد صاحب کی غرباء کی خبر گیری

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ آپ کے والد صاحب ایک موسم میں خاص مقدار میں غرباء میں غلہ اور نقدی تقسیم کرتے۔

قادیان کے دوحصے

حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ قادیان کے اندر دو ملاّ تھے جن میں بسا اوقات اس قسم کی باتوں پر جھگڑا ہو جایا کرتا تھا کہ کسی شخص کے مرنے پر اس کے کفن کی چادر کے متعلق ایک کہتا تھا کہ یہ میرا حق ہے اور دوسرا کہتا تھا کہ میرا حق ہے۔ ہمارے والد صاحب نے ان جھگڑوں کو دیکھ کر قادیان کے دوحصے کر کے ان میں بانٹ دیئے تاکہ ان میں لڑائی نہ ہو مگر ان میں سے ایک ملاّ دو تین دن کے بعد روتا ہوا والد صاحب کے پاس آیا اور چیخ مار کر کہنے لگا: مرزا صاحب! آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ والد صاحب نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا بے انصافی ہوئی تو وہ کہنے لگا آپ نے میرے حصہ میں جن لوگوں کو رکھا ہے ان کا قد تو اتنا چھوٹا ہے کہ ان کے کفن کی چادر سے دوپٹہ بھی نہیں بن سکتا۔

چھ ماہ کے روزے رکھنا

جب ہمارے دادا فوت ہوگئے تو باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی توجہ دین کی طرف اس قدر تھی کہ بڑے بھائی سے جائیداد وغیرہ کے متعلق کوئی سوال نہ کیا۔ آپ دن رات مسجد میں پڑے رہتے۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے سنا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ان دنوں میں بھنے ہوئے چنے اپنے پاس رکھ لیا کرتا تھا اور آخر عمر تک باوجود یکہ بڑھاپا آ گیا تھا آپ کو چنوں کا شوق رہا۔ اور شاید یہ ورثہ کا شوق ہے جو مجھے بھی ہے اور مجھے دنیا کی نعمتوں کے مقابلہ میں چنے اچھے لگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ میں پوشیدہ طور پر روزے رکھتا تو چنوں پر گزارہ کر لیتا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھ ماہ تک متواتر روزے رکھے۔ اس عرصہ میں بسا اوقات دو پیسے کے چنے آپ بھنوا کر رکھ لیتے۔

تبلیغ کا شوق آپ کو شروع سے ہی تھا۔ ہندو لڑکوں کو اپنے پاس جمع کر لیتے اور ان سے مذہبی گفتگو کرتے رہتے۔ حافظ معین الدین صاحب جو آپ کے خادم تھے اور نابینا تھے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ جب گھر سے کھانا لانے کے لئے بھیجتے تو بعض اوقات اندر سے عورتیں کہہ دیا کرتیں کہ انہیں تو ہر وقت مہمان نوازی کی فکر رہتی ہے ہمارے پاس کھانا نہیں ہے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیتے اور خود چنوں پر گزارہ کرتے۔

والدہ ماجدہ کی وفات

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی والدہ سے بہت محبت تھی۔ آپ جن دنوں قادیان سے باہر تھے کہ آپ کو خبر پہنچی کہ آپکی والدہ سخت بیمار ہیں۔ یہ سن کر آپ فوراً قادیان کی طرف روانہ ہوگئے تو جو شخص (آپ کو) لینے کے لئے آیا ہوا تھا۔ وہ بار بار یکہ والے سے کہنے لگا کہ ذرا جلدی کرو بی بی صاحبہ کی طبیعت بہت خراب تھی، خدا خیر کرے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اور زیادہ تاکید کرنے لگا اور کہا کہ کہیں خدانخواستہ فوت ہی نہ ہو گئی ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس فقرہ سے سمجھ لیا کہ وہ فوت ہو چکی ہیں اور یہ مجھے اس صدمہ کے لئے تیار کر رہا ہے اور آپ نے اس سے کہا کہ تم ڈرو نہیں اور جو سچی بات ہے وہ بتادو۔ اس پر اس نے کہا: بات تو یہی ہے کہ وہ فوت ہو چکی ہیں۔

عدالت میں سچی گواہی

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے خاندانی جائیداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا۔ زمین ان کی تھی لیکن قبضہ مکان کے مالک کا تھا۔ آپؑ کے بڑے بھائی صاحب نے اس زمین کے حصول کے لئے مقدمہ چلایا۔ اس پر اس گھر کے مالکوں نے کہا کہ ان کے چھوٹے بھائی کو بلا کر گواہی لی جائے اور جو وہ کہہ دیں ہمیں منظور ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ بطور گواہ عدالت میں پیش ہوئے اور پوچھنے پر بتایا کہ آپؑ ایک عرصہ سے ان لوگوں کو اس رستہ سے آتے جاتے اور اس پر بیٹھتے دیکھ رہے ہیں۔ اس پر عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ آپ کے بڑے بھائی صاحب بہت ناراض ہوئے مگر آپؑ نے فرمایا کہ جب امر واقعہ یہ ہے تو میں کس طرح انکار کر سکتا ہوں۔

رشتہ داروں کی مخالفت

حضرت مسیح موعودؑ کا بائیکاٹ کیا گیا، لوگوں کو آپ کے گھر کا کام کرنے سے روکا جاتا، رشتہ دار طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ گجرات کے کچھ دوست جو سات بھائی تھے قادیان میں آئے اور باغ کی طرف اس واسطے گئے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ راستہ میں ہمارے ایک رشتہ دار باغیچہ لگوا رہے تھے۔ اُنہوں نے ان سے دریافت کرنے کے بعد کہ کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو؟ بتایا کہ دیکھو میں ان (یعنی حضرت اقدسؑ) کے ماموں کا لڑکا ہوں اور میں خوب جانتا ہوں کہ یہ ایسے ہی ویسے ہیں۔ ان میں سے ایک نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: میں تمہیں مارتا نہیں کیونکہ تم حضرت مسیح موعودؑ کے رشتہ دار ہو، میں اپنے بھائیوں کو تمہاری شکل دکھانا چاہتا ہوں کیونکہ ہم سنا کرتے تھے کہ شیطان نظر نہیں آتا مگر آج ہم نے دیکھ لیا ہے کہ وہ ایسا ہوتا ہے۔

دادا کے دربار میں پانچ سو حفاظ

حضرت مسیح موعودؑ اپنے دادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان کے دربار میں پانچ سو حفاظ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہی وغیرہ ہر قسم کے پیشہ کے لوگ جو ان کے دربار میں تھے ان میں سے ایک کثیر حصہ نے قرآن کریم کو حفظ کیا ہوا تھا۔...... غرض قرآن کریم کی حفاظت کا ایک سامان خدا تعالیٰ نے یہ کیا کہ دلوں میں اس کے حفظ کی رغبت پیدا کر دی اور اس طرح لاکھوں لوگوں کے سینے میں قرآن کا ایک ایک لفظ بلکہ زیر اور زبر تک محفوظ کر دی۔

حکومت کی طرف سے اعزاز کی پیشکش

حضرت مسیح موعودؑ سے بھی کہا گیا اور دو دفعہ مجھے بھی کہلایا گیا کہ کیا حکومت اگر کوئی خطاب دے تو اسے قبول کر لیا جائے گا؟ مَیں نے کہا: اگر حکومت ایسا کرے گی تو وہ میری ہتک کرے گی۔ ہمیں خدا تعالیٰ سے جو کچھ مل چکا ہے اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر حکومت کیا دے سکتی ہے۔ اپنے متعلق خطاب کا ذکر تو الگ رہا، اگر جماعت احمدیہ کا کوئی شخص بھی خطاب کے متعلق کچھ سوچتا ہے تو میں اُسے یہی کہتا ہوں کہ مجھے تو انسانی خطاب سے گھن آتی ہے۔ احمدی کہلانے سے بڑا خطاب اور کیا ہو سکتا ہے۔

دعاؤں کی عادت

میں ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ گو بوجہ احمدیت میں پیدائش کے، مَیں پیدائش سے ہی احمدی تھا مگر یہ بیعت گویا میرے احساس قلبی کے دریا کے اندر حرکت پیدا ہونے کی علامت تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیری سب دعائیں قبول کروں گا، سوائے ان کے جو شرکاء کے متعلق ہوں۔ خدا کا یہ فرستادہ ہنری مارٹن کلارک والے مقدمہ کے موقع پر مجھے، جس کی عمر صرف 9 سال کی تھی، دعا کے لئے کہتا ہے۔ گھر کے نوکروں اور نوکرانیوں کو کہتا ہے کہ دعائیں کرو۔ پس جب وہ شخص جس کی سب دعائیں قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا تھا، دوسروں سے دعائیں کرانا ضروری سمجھتا ہے اور اس میں اپنی ہتک نہیں سمجھتا تو ایک ڈاکٹر کا دوسرے ڈاکٹر سے مشورہ کرنا، کس طرح ہتک کا موجب ہو سکتا ہے۔

خاندان کی جنگی تاریخ

ہمارے خاندان کی تاریخ، جنگی تاریخ ہے اور اب بھی ہمارا فوج کے ساتھ تعلق ہے میں نے خود مرزا شریف احمد صاحب کو فوج میں داخل کرایا ہے اور اب ان کا لڑکا فوج میں شامل ہو رہا ہے۔ ہمارے دادا فوجی جرنیل تھے۔ دلّی کے بادشاہوں کی چٹھیاں ہمارے پاس محفوظ ہیں جن میں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہمارا خاندان ہی تھا جس نے سکھوں کے زمانہ میں اسلام کی حفاظت کے لئے قربانیاں کیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا جبہ

میری عمر گیارہ سال کی تھی، اس وقت نماز کبھی کبھی نہ پڑھتا تھا اور شرعاً مجھ پر فرض نہ تھی۔ مگر ایک دفعہ میں نے حضرت صاحب کا جبہ تبرک کے طور پر پہن کر دعا کی کہ اب میں کبھی نماز نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ پھر کبھی نہ چھوڑی۔

توبہ جان کندنی تک قبول ہوتی ہے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: جب غرغرہ موت شروع ہو جاتا ہے تو انسان کے حواس پر اثر پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ توبہ جان کندنی تک قبول ہوتی ہے۔

(آئندہ شمارہ کے اسی کالم میں جاری ہے۔ انشاء اللہ)

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

4th February 2005 – 10th February 2005

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 4th February

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50	Children's Class with Hazoor. Recorded on 31st January 2004.
02:00	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.100. Recorded on 27th December 1996.
03:10	MTA Sports. All Rabwah Kabadde Tournament.
03:50	Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:30	MTA Variety
04:50	Children's Class [R]
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No. 448. Recorded on 10th February 2000.
08:05	Siraikhee Service. No. 1.
08:45	Bengali Mulaqa'at. A Q/A session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at with Bangla speaking guests. Recorded on 26th October 1999.
09:45	Indonesian Service
10:50	Children's Class [R]
12:05	Tilaawat & MTA News
13:00	Live Friday Sermon: Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:25	Dars-e-Hadith [R]
14:40	Bengali Mulaqa'at [R]
15:35	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:15	Friday Sermon [R]
17:15	Interview with Chaudhry Mohammad Ali.
18:05	Urdu Mulaqa'at: Session .100 [R]`
19:30	Liqaa Ma'al Arab: Session.448. [R]
20:40	Friday Sermon [R]`
21:45	Urdu Mulaqa'at: Session 100 [R]`
22:50	Children's Class [R]`

Saturday 5th February 2005

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10	Friday Sermon delivered by Hadhrat , Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 4th February 2005.
02:10	Quiz Anwar-ul-Aloom.
02:45	Question and Answer session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV. Recorded on 30th August 1991.
03:45	Kehkashaan
04:15	Moshaairah: An evening of Poetry. Organized by Bazne Husne Ishaat at Faisalabad.
05:20	MTA Variety: Presentation of MTA Studios Australia.
06:10	Tilaawat, Darse Hadith & MTA News
07:10	Liqaa Ma'al Arab: Question and Answer session in Arabic & English with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session No.449. Recorded on 17th February 2000.
08:10	French Service: Various Programmes in French language.
09:05	Question and Answer Session [R]
10:05	Indonesian Service: variety of programmes
10:55	Friday Sermon [R]
12:00	Tilawaat & MTA News
12:50	Bangla Shomprochar
13:50	Intikhab-e-Sukhan: A live Nazm request programme
15:30	Children's Class with Hazoor. Recorded on 5th February 2005.
16:30	Moshaairah: An evening of Poetry. [R]
17:35	Kehkashaan [R]
18:05	Ashab-e-Ahmad
18:35	Question & Answer Session [R]
19:55	Liqaa Ma'al Arab: Session 449 [R]
20:55	Children's Class with Hazoor [R]
21:55	Moshaairah [R]
22:55	Question & Answer Session [R]

Sunday 6th February 2005

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01:00	Children's Class with Hazoor. Recorded on 5th February 2005.
02:00	Children's corner
02:55	Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Recorded on 13th October 1984.
04:20	Seerat Masih Maud (as) Programme no. 28.
05:00	Children's Class [R]
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News.
07:00	Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.450. Recorded on 24th February 2000.
08:05	Spanish Service. Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad. Recorded on 5th November 2004.
09:15	Question and Answer Session [R]
10:45	Indonesian Service
12:00	Tilawaat & MTA News
12:35	Repeat of Intikhab-e-Sukhan. Recorded on 5th February 2005.
14:10	Bangla Shomprochar
15:10	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 4th February 2005.
16:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) with Hazoor. Recorded on 6th February 2005.
17:25	Seerat Masih Maud [R]
18:00	Question and Answer Session [R]
19:30	Liqaa Ma'al Arab: Session 450 [R]
20:35	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) [R]
21:35	Children's corner [R]
22:30	Question and Answer Session [R]

Monday 7th February 2005

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50	Children's Class with Hazoor. Recorded on 5th February 2005.
01:50	Children's corner
02:25	Question and Answer session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV. Recorded on 30th November 1986.
03:25	Ilmi Khutabaat: Speech by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV delivered at Jalsa Salana 1968.
04:15	Quiz: Ruhaani Khazaa'en
04:55	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 30th January 2004.
06:10	Tilawaat, Dars-e-Hadith & MTA News [R]
07:05	Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session No.451. Recorded on 2nd March 2000.
08:15	Learning Chinese with Muhammad Osman Chou. Class no. 412.
08:40	Rencontre Avec Les Francophones: a weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV. Session 96, recorded on 14th February 2000.
09:45	Indonesian Service: variety of programmes.
10:55	Children's Class with Hazoor [R]
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
13:00	Children's corner [R]
13:30	Medical Matters: A discussion on the Body's Infections by Dr Aysha Khan.
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Rencontre Avec Les Francophones: [R]
16:15	Friday Sermon [R]
17:25	Quiz Ruhaani Khazaa'en [R]
18:00	Question and Answer Session [R]
19:25	Liqaa Ma'al Arab: Session 451 [R]
20:25	Children's Class with Hazoor[R]
21:30	Ilmi Khutabaat
22:20	Question and Answer Session [R]
23:20	Medical Matters [R]

Tuesday 8th February 2005

00:05	Tilaawat, Dars, MTA News
00:55	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 30th January 2004.
01:55	Waaqifeen-e-Nau programme: Educational programme for children.
02:30	Question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 5th January 1985, part 1.
03:35	Rahe Hedayat. A discussion on the truth of Hadhrat Masih Maud (as). Programme no.2.
04:00	Jalsa Salana USA 2004. part one of the final session which was held on 5th September 2004.
05:00	Friday Sermon [R]
06:15	Tilawaat, Dars & MTA News
07:20	Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) & Arabic speaking guests. Session No. 452. Recorded on 9th March 2000.
08:30	Sindhi Service. A talk on the unity of God.
08:40	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.101. Recorded on 3rd January 1997.
09:55	Indonesian Service
10:55	Rahe Hadayat [R]
11:30	MTA Travel. Travel programme showing the island of Capri.
12:05	Tilaawat & MTA News
13:00	Jalsa Salana USA 2004 [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Urdu Mulaqaat. [R]
16:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) with Hazoor. Recorded on 6th February 2005.
17:15	Lajna Magazine
17:55	Question and Answer session [R]
19:10	Raahe Hedayat. [R]
19:40	Liqaa Ma'al Arab: Session No. 452 [R]
20:40	Waaqifeen-ne-Nau
21:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) [R]
22:15	Lajna Magazine [R]
22:55	Question and answer session [R]

Wednesday 9th February 2005

00:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
01:05	Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor recorded on 24th April 2004.
02:00	From the Archives. Friday sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir, Khalifatul Masih IV.
03:05	Guldastah
03:40	Question & Answer Session: English Q/A with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th January 1985, part 2.
04:40	Hamaari Kaa'enaat
05:05	Speeches from Jalsa Salana
05:35	A visit to Switzerland
06:00	Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10	Liqaa Ma'al Arab: a regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session No.453. Recorded on 16th March 2000.
08:15	Swahili Service
09:15	From the Archives: Friday Sermon [R]
10:20	Indonesian Service
11:25	Seerat-un-Nabi (SAW)
12:00	Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05	Speeches from Jalsa Salana [R]
13:40	Hamaari Kaa'enaat
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	From the Archives [R]
16:15	Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.[R]
17:25	Guldastah [R]
17:55	Hamaari Kaa'enaat
18:20	Question and Answer Session [R]
19:30	Liqaa Ma'al Arab: Session 4453 [R]
20:35	Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.[R]
21:35	From the Archives [R]
22:45	Seerat-un-Nabi (saw)
23:30	MTA Variety [R]

Thursday 10th February 2005

00:05	Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News.
01:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 4th February 2005.
02:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 15th February 2004.
03:05	English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Session no.101. recorded on 16th March 1997.
04:15	Al Maidah
04:55	Moshaairah: an evening of poetry. Organized by Bazne Husne Ishaat at Faisalabad.
06:00	Tilawaat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News
07:05	Liqaa Ma'al Arab: A regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session No.454. Recorded on 23rd March 2000.
08:05	Pushto Muzakarah
08:50	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanations of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 83. Recorded on 4th October 1995.
09:55	Indonesian Service
10:55	Moshaairah [R]
12:05	Tilawaat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News
13:00	Al Maaidah [R]
13:35	Bengali Service.
14:45	Tarjamatul Qur'an Class No. 83 [R]
16:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) [R]
17:15	English Mulaqa'at: Session 101 [R]
18:15	Moshaairah [R]
19:30	Liqaa Ma'al Arab: Session 454 [R]
20:35	Friday sermon [R]
21:40	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) [R]
22:40	Tarjamatul Qur'an. No. 83 [R]

Please note MTA2 will be showing French service, German service & Arabic service at 16:00GMT, 17:00GMT & 18:00GMT.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday February 04 , 2005 | Issue No. 05

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مسجد بشارت (سپین) میں ورود مسعود۔

احباب جماعت کی طرف سے والہانہ پرتپاک استقبال۔ انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔ قرطبہ کی جامع مسجد کا وزٹ۔

اگر جماعت احمدیہ کی امن کی تعلیم کو پوری دنیا مان لے تو پوری دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

اندلس کے بشپ کے خصوصی نمائندے کی طرف سے استقبالیہ ایڈریس۔

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی سپین میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

(چوتھی قسط)

2/جنوری 2005ء بروز اتوار:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل EL Molino میں پڑھائی۔ آج پروگرام کے مطابق یہاں سے میڈرڈ اور پھر آگے پیدروآباد کے لئے روانگی تھی۔

صبح 9:50 بجے حضور انور ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور دعا کے بعد میڈرڈ (Madrid) کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے میڈرڈ کا فاصلہ 330 کلومیٹر ہے۔ یہ سفر بھی پہاڑوں پر ہے۔ راستہ میں بہت کم میدانی جگہیں آتی ہیں۔ یہ سارا علاقہ بہت خوبصورت ہے اور برف پوش پہاڑوں سے ڈھکا ہے۔ پہاڑی پر بھی شہر اور قصبات آباد ہیں اور مختلف جگہوں پر سڑک بل کھاتی ہوئی جاتی ہے تو ہر آنے والا نیا منظر پہلے سے بڑھ کر خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر قلعے بھی نظر آتے ہیں جو مسلمانوں نے اپنے سات سو سالہ دور حکومت میں تعمیر کئے تھے۔

دوپہر ایک بجے میڈرڈ پہنچے۔ پروگرام کے مطابق مکرم مبارک احمد خان صاحب امیر جماعت سپین کے گھر نماز ظہر وعصر اور دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔ حضور نے یہاں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں اور بعدہٗ کھانا تناول فرمایا۔ اڑھائی بجے یہاں سے مسجد بشارت پیدروآباد کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے پیدروآباد کا فاصلہ 368 کلومیٹر ہے۔ دوران سفر ساڑھے چار بجے کے قریب راستہ میں ایک جگہ Tryp El Hidalgo (Tryp Hotel) رک کر چائے وغیرہ پی اور پھر آگے پیدروآباد کے لئے روانگی ہوئی۔ شام ساڑھے چھ بجے کے قریب جب کہ قافلہ قرطبہ جانے والی مین ہائی وے پر رواں دواں تھا کہ پیدروآباد گاؤں کے قریب دور سے ہی 'مسجد بشارت' سپین نظر آنی شروع ہوگئی۔ یہ مسجد مین ہائی وے سے بلندی پر ہے اس لئے دور سے ہی نظر آجاتی ہے۔ اور بہت خوبصورت لگتی ہے۔

6:20 منٹ پر حضور انور 'مسجد بشارت' پہنچے جہاں سپین کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور جب گاڑی سے اترے تو مبلغین کرام کلیم احمد صاحب، محبوب الرحمٰن صاحب اور صبور احمد خان صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ احباب جماعت مسلسل نعرے بلند کر رہے تھے۔ حضور انور نے اس موقعہ پر موجود تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ ان استقبال کرنے والوں میں ہمسایہ ملک پرتگال سے آنے والے احباب بھی موجود تھے۔ احباب جماعت سے مصافحہ کے بعد حضور انور خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں شرف زیارت بخشا۔ بچیاں کورس کی شکل میں استقبالیہ نظم پڑھ رہی تھیں۔ جونہی حضور انور ان کے قریب آئے ان کی آواز دب گئی اور حضور انور کو دیکھتے ہی ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور انہوں نے رونا شروع کردیا۔ ان سب نے پہلی بار حضور انور کو اپنے اتنا قریب دیکھا تھا۔ حضور انور کا سپین کا یہ پہلا سفر ہے۔ خواتین بھی سسکیاں لیتے ہوئے اپنے ہاتھ ہلا رہی تھیں۔ آنسوؤں اور سسکیوں کے ساتھ استقبال کا یہ منظر بڑا ہی روح پرور اور ایمان افروز تھا۔

اس کے بعد حضور انور مسجد اور مشن ہاؤس کے ساتھ ملحقہ اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

شام سات بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور نے مسجد، مشن ہاؤس، دفاتر، گیسٹ ہاؤس اور بیرونی جگہ کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے جلسہ کے انتظامات کے بارہ میں دریافت فرمایا اور مختلف امور کے بارہ میں موقع پر ہدایات دیں۔

اس معائنہ کے بعد آٹھ بجے کے قریب حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ آج کا سفر بھی مجموعی طور پر 700 کلومیٹر کے قریب تھا۔ اور لمبا سفر تھا۔ فرانس سے پیدروآباد تک پہنچنے کے لئے سفر کا یہ دوسرا حصہ بھی بخیر وخوبی طے ہوا۔ اس طرح ان دو ایام میں پیرس (فرانس) سے 1700 کلومیٹر کے قریب سفر کرکے پیدروآباد (سپین) پہنچے اور سپین کی سرزمین پر پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم پڑے۔

♍♍♍♍♍♍

3/جنوری 2005ء بروز سوموار:

حضور انور ایدہ اللہ نے نماز فجر مسجد بشارت سپین میں پڑھائی۔

ساڑھے دس بجے حضور انور نے مشن ہاؤس اور مسجد کے بعض حصوں کا وزٹ کیا اور تعمیراتی پلاننگ کا جائزہ لیا اور موقع پر ہدایات دیں۔

گیارہ بجے حضور انور پیدل سفر کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ پیدروآباد کے نواحی علاقہ میں دریا الکبیر گزرتا ہے جس پر ایک بیراج بنایا گیا ہے۔ اس بیراج تک حضور انور سیر کرتے ہوئے تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے مشن ہاؤس واپسی سوا بارہ بجے ہوئی۔

مکرم اکرم احمدی صاحب چیئرمین احمدیہ آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن (یورپین چیپٹر) لندن سے سپین آئے ہوئے تھے۔ حضور انور نے سیر سے واپس آنے کے بعد ان سے مشن ہاؤس، دفاتر اور مسجد کے بعض تعمیراتی کاموں سے متعلق گفتگو فرمائی اور موقع پر انہیں ہدایات دیں۔ سپین میں گزشتہ سال سے جو تعمیراتی کام ہو رہا ہے وہ ان کی نگرانی میں ہو رہا ہے۔

ایک بج کر بیس منٹ پر حضور انور نے مسجد بشارت میں نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔

ایک مقامی آرکیٹیکٹ نے مزید تعمیراتی منصوبہ کے تعلق میں بعض نقشہ جات تیار کئے ہوئے تھے۔ چار بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ان نقشہ جات کو ملاحظہ فرمایا۔ اس میٹنگ میں مکرم اکرم احمدی صاحب بھی موجود تھے۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ پیدروآباد قبرستان میں مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ سپین کی قبر پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔

مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم سپین کے پہلے مبلغ تھے۔ آپ 1946ء میں سپین تشریف لائے اور اگست 1996ء میں وفات پائی۔ اس طرح پچاس سال تک آپ نے سپین میں خدمت کی توفیق پائی۔ ایک لمبا عرصہ آپ نے انتہائی تکلیف دہ حالات میں کام کیا۔ آپ کو بار بار پولیس پکڑ لیتی اور کئی دن رات آپ کو حوالات میں گزارنے پڑتے۔ لیکن اسلام احمدیت کے اس بے خوف جرنیل نے ہمت نہیں ہاری اور تادم آخر اس ملک میں خدمت دین کا فریضہ بجا لاتے ہوئے بامراد ہو کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے۔ اللّٰھم اغفرلہ ارحمہ وارفع درجاتہ فی اعلیٰ علیین۔ دعا کے بعد حضور انور واپس تشریف لائے اور اپنے دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو سات بجے تک جاری رہیں۔

سپین کی چھ جماعتوں غرناطہ، پیدروآباد، مستارس، میڈرڈ، والسینیا اور بارسلونا کی 18 فیملیز کے 71 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان ملاقات کرنے والوں میں ہمسایہ ملک پرتگال سے آنے والے احباب بھی شامل تھے۔ ملاقاتوں کے بعد سوا سات بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

4/جنوری 2005ء بروز منگل:

حضور انور ایدہ اللہ نے نماز فجر مسجد بشارت میں پڑھائی۔

صبح دس بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ اور قرطبہ شہر دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل حضور انور نے دعا کروائی۔

پیدروآباد سے قرطبہ کا فاصلہ 33 کلومیٹر ہے۔ یہ شہر خلیفہ اعظم کے عہد میں مسلمانوں کا مایۂ ناز شہر تھا۔ اور بلحاظ شاندار عمارتوں، پرتکلف اور شائستہ طرز معاشرت اور عام علوم وفضائل کی وجہ سے تمام یورپ میں عدیم المثال تھا۔ قرطبہ ایک قلعہ بند اور عالی شان دیواروں سے محفوظ شہر تھا اور اس کے کوچہ و بازار نہایت خوش نما اور نفیس تھے۔ شمس العلماء جو جمیع علوم کے ماہر تھے، نامور بہادر جنہوں نے سرزمین کفار میں نمایاں

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں